

نور و نکتہ

حمد، نعت، سلام اور منقبت کا مہکتا ہوا گلہ رستہ



فیاض احمد کاوش

اسلامی کتب خانہ

اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

نور و نہت

حمد، نعت، سلام، مناقب،
قطعات و رباعیات کا مہکتا ہوا،

نورانی گلدستہ

ان

فیاض کاوش



ناشر

اسلامی کتب خانہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

مصنف _____ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش اٹاوی
کاتب _____ جمیل مرزا اردو بازار سیالکوٹ
ناشر _____ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ
مطبع _____
سنہ طباعت _____ ۱۳۹۹ھ _____ ۱۹۷۹ء
تعداد _____ گیارہ سو
قیمت _____ 50-7

ملنے کا پتہ

۱۔ جناب فیاض احمد کاوش صاحب مکتبہ دارشہ لال چند آباد میرپور خاص
(سندھ)

۲۔ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

۳۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

۴۔ مدیر پبلشنگ کمپنی، بند روڈ کراچی

۵۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ سکمر



فہرس

تقدیم از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
نور و نہمت

۲۵ تا ۳۰	_____	حمد و ثناء
۳۱ تا	_____	نعت و سلام
تا	_____	مناقب
تا	_____	رباعیات و قطعات



۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہے کلام کاوشش کا، ضامن بقا راغب

یہ مقام النساں کو آگہی سے ملت ہے

راغب مراد آبادی

۲۲/۵

تقسیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) پی۔ ایچ۔ ڈی

دیوان 'نور و حکمت' اسم با مستحق ہے، یہاں 'نورِ عشق' بھی ہے اور حکمتِ محبت بھی۔ اس میں مختلف اصنافِ شاعری پر طبع آزمائی کی گئی ہے مثلاً حمد، نعت، منقبت اور رباعیات و قطعات وغیرہ ہر صنفِ شاعری میں جناب کاوش نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں اور کمالات کے جوہر دکھائے ہیں۔

انسان کی ظاہری حالت ایک سی نہیں رہتی اسی طرح اس کی باطنی کیفیت بھی یکساں نہیں رہتی، کبھی مضامین کی بارش ہوتی ہے اور کبھی محنت کرنی پڑتی ہے، جو مضمون اپنی زبان لے کر خود اُترتا ہے وہ خود بولتا ہے، جو محنت و تکلف سے بنایا جاتا ہے، بے زبان ہوتا ہے۔ یہ نشیب و فراز ہر شاعر و ناشر کے ادب پاروں میں ہوتے ہیں اور پیشِ نظر دیوان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ کوئی عیب نہیں بلکہ فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے۔

جناب کاوش جذباتی ہوتے ہوئے بھی اعتدال پسند ہیں، وارثیہ سلسلے سے منسلک ہیں لیکن ان کے دل میں سب سلاسل کی جگہ ہے چنانچہ انہوں نے مناقب کے باب میں مختلف سلاسل طریقتِ چشتیہ، قادریہ اور نقشبندیہ کے مشائخ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو شاعر جس سلسلے سے منسلک ہوتا ہے اسی کے نغمے الاپتا ہے دوسروں کو بہت کم خاطر میں لاتا ہے لیکن یہاں محبت کی اس بے اعتدالی کا گزر نہیں، جناب کاوش نے فراخ دلی کے ساتھ تمام مشائخِ کرام کو

ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے، یہ ان کی اعتدال پسندی کی بین دلیل ہے اور اس خصوص میں وہ اچھے اچھے شعراء سے آگے نظر آتے ہیں۔

جناب کاوش، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق و محبت رکھتے ہیں جب تک عشق نہ ہو نعت کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا، مشہور شعراء کی دوا دین دیکھئے اکثر نعتیں بھکی نظر آئیں گی، بہت کم ایسی ہوں گی جن میں دل کی دھڑکنیں محسوس ہوں گی البتہ چند شعرا ایسے ہیں جن کے کلام میں یہ پھیکا پن نہیں مثلاً اعلیٰ حضرت بریلوی، بیدم وادئی، اٹاوی، حسن رضا بریلوی، ہزاو لکھنوی، کیف ٹونکی وغیرہ۔ جناب کاوش کی نعتوں کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ اکثر اشعار میں دھڑکتا ہوا دل محسوس ہوتا ہے۔

جناب کاوش نے دیوان کا آغاز حمد سے کیا ہے، یہ شعر کتنا ترنم آفریں اور درد

انگیز ہے۔

مری بندگی یہی ہے، مری زندگی یہی ہے

جو اٹھاؤں سر تو کیسے بھلا تیرے آتاں سے

نعتیہ نظم — ”دورِ جہالت سے عہدِ رسالت تک“ — بہت خوب ہے، بلاشبہ یہ کیف و سرور کے عالم میں لکھی گئی ہے۔ اس کے بیشتر بندوں سے بیانیہ لکھی اور روانی نمایاں ہے۔ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کو بڑے مؤثر انداز میں بیان کیا ہے مجموعی طور پر پوری نظم ہی الفاظ کی برجستگی اور ندرتِ اسلوب کا حسین مرقع ہے۔ یہ بند خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہیں :-

ذہن چٹا کیا رُوح گھٹتی رہی

کوئی جگنو بھی شب کو نہ گلبن میں تھا

صُبحِ دمِ سخنِ گلشن میں دیکھا یہی!
بارخاروں کا پھولوں کی گردن میں تھا

شب کی تاریکیاں ناگنوں کی طرح
ابنِ آدم کو ڈستی تھیں ڈستی ہیں
وُھاڑتے ہی رہے قہر کے زلزلے
ظلم کی آندھیاں روزِ چڑھتی ہیں

تھے جو حساسِ انسانِ مقتول تھے
قلب کی سولیوں پر تھے عقلوں کے سر
جیسے بیوہ کے ارمانِ بے تمیوں کی ضد
قہرِ درویشِ مٹا جانِ درویش پر

چاند سو یا کیا گھٹائیوں میں کہیں!
چاندنی کھائیوں میں سسکتی رہی!

راہبوں کی طرح جنگلوں میں کہیں
عقل منزل کی غلہ بھٹکتی رہی

اور پھر غلہ قُدی کے بعد کے حالات کی منظر کشی بھی قابلِ تحسین ہے :-

کچ کلاہی کی رسم کہن میٹ گئی
رنگ و نسل و زباں کا تباہ میٹا
مرکزِ حق پہ سب گردِ نیل جھک گئیں
نورِ تقویٰ منہ اِ فضیلت بنا

شہرِ یارانِ ظلم و ستم سوچ لیں
نوحِ پائیں گے اب وہ نہ کلیاں کبھی
دستِ گلچیں اُٹھے گا تو کٹ جائے گا
شاخِ گل تن کے شمشیرِ حق بن گئی

اب نہ حاکم تھا کوئی نہ محکوم تھا
سب کا دستور فطرت کا دستور تھا

اب نہ ظالم تھا کوئی نہ مظلوم تھا
نسخ کا آئین — آئینِ جہمور تھا

محریت کی شعاؤں کا سیل رواں
رنگِ جمہوریت، فیضِ شوراہیت
حسنِ انسانیت، بین الاقوامیت
ہے اسی نورِ فطرت کی آفاقیت

حاکمیت عوام اور جہمور کی

اور حکومت یہ دھقان و مزدور کی

یہ تجلیِ عدل و مساوات، سب

درحقیقت ہے برکت اسی نور کی

اور اس شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کا کیا حسین نقشہ کھینچا ہے

”کھلے پھول سارا چمن سُکرایا

یہ کون آج آیا سویرے سویرے؟“

کہ مُرغانِ گلشن میں ہر سو ہے چرچا
یہ صلی علی کا سویرے سویرے

تصویر کشی اور محاکاتِ آفرینی کی بہت ہی دل کش مثال ہے۔ ایک نعت کا یہ قطعہ
بند ملاحظہ ہو:-

دین پھیلانے آتے رہے انبیاء
شمعیں جلتی رہیں شمعیں بجھتی رہیں
رات یکسر ہوتی ختم جب مصطفیٰ
بن کے خورشید آئے سحر ہو گئی

انبیاء سابقین کے زمانے کو راتِ تشبیہ دینا اور انبیاء کو شمعوں سے اور پھر ان کے مقابلے
پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خورشید سے تشبیہ دینا اور آپ کے عہد مبارک کو دن سے
تعبیر کرنا نہایت ہی دلنشین تشبیہات و تعبیرات ہیں۔ انبیاء سابقین کی تبلیغ و ارشاد
کا اتنا ہی اثر ہوا جتنا مجلس میں شمع کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا وہ اثر ہوا جو کائنات میں خورشید کا ہوتا ہے۔ سبحان اللہ!
اس کے علاوہ اس تشبیہ میں یہ لطیف نکتہ بھی ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے
تو چراغوں کی حاجت نہیں رہتی اسی طرح جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو
آپ نے انبیاء سابقین یعنی چراغوں سے بے نیاز کر دیا اور ہر طرف اُجالا ہی اُجالا ہو گیا۔
”بن کے خورشید آئے سحر ہو گئی!“

خود متوں نے بھی کلمہ پڑھا ہے
تیری تبلیغ کی دل کشتی سے
مہر جھکے سرورِ ان جہاں کے
تیرے اخلاق کی سہری سے

”تبلیغ کی دل کشی“ اور اخلاق کی سروری ”نہایت موزوں اور موثر ترکیب ہیں جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ گفتار اور حسین کردار کی بہترین تعبیرات ہیں جن پر خود قرآن حکیم شاہد
ہے۔ ————— دورِ جدید میں ————— نہ یہ دل کشی رہی اور نہ یہ سروری رہی
اسی لئے دن بدن بات بگڑتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے !
یہ نعت مرصع ہے جس کا مطلع ہے۔

ہوتے آپ کے جو غلام اللہ اللہ

بنے دو جہاں کے امام اللہ اللہ

اور ایک نعت کے یہ اشعار بہت خوب ہیں :-

کیسے دیکھوں میں انہیں، پیشِ نظر

پرده نور نفس آتا ہے

چشمِ ساقی کی عنایت سے دل
بے پتے چورِ نظر آتا ہے
دل کو جب سے ہے ملا غمِ ان کا
کیا سرورِ نظر آتا ہے!

مندرجہ بالا نعت شریف کے پہلے شعر میں اصغر گونڈوی کے اس شعر کے مضمون کو نئے انداز سے بیان کیا ہے۔

”میں کامیاب دید بھی ہوں محروم دید بھی
جلوؤں کے اثرِ دھام نے حیراں بنا دیا“
لیکن جناب کاوش کا خیال نسبتاً بلند معلوم ہوتا ہے۔ — اصغر کے ہاں ایک
گوئے اقرارِ دید ہے حالانکہ ”جلوؤں کا اثرِ دھام“ ہو تو ”دید“ ممکن نہیں
فلما تجلی رتبہ للجلجل جملہ دکا وخر موسیٰ صعبا —
”موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات“

جناب کاوش کے خیال میں حقیقت پسندی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
اظہارِ بیان کی رفعت بھی —
دوسرے شعر میں ”دید“ اور اس کی مستیوں کا ذکر ہے — حسرت موہانی
کا شعر ہے

مست صہبائے شوق ہے حسرت
ہم نشیں ساعتِ شراب اٹھا
اگر مصرعہ اولیٰ میں مستی متحقق ہے تو پھر مصرع ثانی میں ہوش و خرد چھ مٹنی!
”سرخوشی و سرشاری“ میں اتنا ہوش کہاں کہ ہم نشیں سے یہ کہا جائے کہ ساغرِ شراب

اٹھا؛ جناب کاوش کے ہاں یہ تضاد نہیں۔ انہوں نے نہایت حقیقت پسندی کے ساتھ
دید کا ذکر کیا ہے اور پھر اس کی مستیوں کو بیان کیا ہے۔
ایک نعت کا شعر ہے۔

جو بھی انسان، انسان ہے

خلقِ احمد کا احسان ہے

چھوٹی بحر میں سیدھا سادا شعر ہے لیکن بہت معنی خیز! غالب نے کہا تھا کہ
بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میت نہ بنیں انساں ہونا
نظاہر آدمی اور انساں، ایک ہی حقیقت کے دو نام معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں
بعد المشرقین ہے۔ ابن آدم کو آدمی کہا جاسکتا ہے لیکن جب تک وہ پیکر
محبت نہیں، انسان نہیں ہے۔

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ سلما نی! بابِ نوحہ
اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی
جناب کاوش کہتے ہیں کہ آج جہاں جہاں انسانیت و شرافت موجود ہے۔ وہ
مخلوقِ احمد کا احسان ہے۔ عرصہ ہوا قوانینِ صلح و جنگ سے متعلق عالمی ماہرین
کے یہ تاثرات شائع ہوتے تھے کہ اقوامِ متحدہ نے اس سلسلے میں جو قوانین مرتب
کیے ہیں وہ چوڑا سو برس پہلے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتب فرمادیے تھے۔
گویا اُس وقت سے لے کر اس وقت تک جہاں جہاں انسانیت کے

چراغ روشن ہیں سب اسی سراجِ منیر سے روشن ہیں۔

جو بھی انسان، انسان ہے

خلقِ احمد کا احسان ہے

بہت خوب !
ایک نعت کا شعر ہے ۔

خطا کر رہا ہوں، عطا چاہتا ہوں
ترے فضل کی انتہا چاہتا ہوں

مستحق کو معاوضہ دینا جزا ہے، اور استحقاق سے زیادہ دینا فضل ہے
اور اپنے خطا کار کو معاف کر کے نوازا، انتہائے فضل — ایک شاعر کہتا
ہے ۔

موقوف جرم ہی پر کرم کا ظہور تھا
بندے اگر گناہ نہ کرتے، قصور تھا
اس شعر میں ایک گونہ ڈھٹائی اور بے حیائی محسوس ہوتی ہے لیکن جناب
کاوش کے ہاں اقرار و اعتراف کے ساتھ ساتھ طلبِ عفو و درگزر اور سوالِ فضل و کرم
بھی ہے جو جناب باری عزائمہ میں نہایت ہی مہذب پیرایہ بیان ہے ۔
ایک نعت کا شعر ہے ۔

کیوں خلا میں کریں جستجو چاند کی

ہے زمیں پر وہ رشکِ مژدہ دیکھئے

بظاہر معمولی شعر معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں جو بات کہی گئی ہے وہ نہایت
عالی ہے۔ جناب کاوش کہتے ہیں کہ نوری انسانی ایک مطلوب و مقصود کی تلاش میں
سرگرداں ہے لیکن وہ مقصود تو زمین پر موجود ہے پھر آسمان کو تکنے اور تسخیر ماہتاب
کی کیا ضرورت ؟ —

غالب نے کہا تھا ۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
بکثرت شارحین نے اس شعر کو مزاحیہ اشعار میں شمار کیا ہے۔ لیکن راقم کے خیال
میں اس شعر میں عشق و محبت کا عقدہ کھولا گیا ہے۔ غالب کہتا ہے کہ جنت کی حقیقت یہی
تو ہے کہ وہاں آرام و آسائش کے جملہ ممکنہ اسباب موجود ہیں۔ لیکن عاشقِ مخترع جگر کو ان سے
کیا واسطہ! اس کا آرام تو آرامِ جاں سے وابستہ ہے، وہ نہیں تو کچھ نہیں، اُس کے بغیر جنت
ایک کھلونا اور بہلاوا ہے۔ — بیشک جو عوام کا مقصود ہے وہ خواص کا کھلونا ہے
بہیں تفاوت رہ زکبا است تا بجبا

ایک نعت میں نزولِ وحی کی کیفیت کو کس دل نشیں انداز میں بیان کیا ہے ۔

آتے ہیں بار بار کیوں جب ریل
کیا سلام و پیام ہوتے ہیں؟

اقبال نے کہا تھا ۔

”یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن“
اسی مضمون کو جناب کاوش نے زیادہ بہتر اور موثر اسلوب میں ادا کیا ہے ۔
”حسنِ سیرت ہے ترایا ترا حسنِ صورت
ہم نے قرآن کو تاحہ نظر دیکھ لیا“

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”سراپا شریف“ کو پیش کرتے ہوئے کس قدر

دکھنا اشارے ہیں کہ وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔

آنکھیں حضورؐ کی ہیں کہ رحمت کے میکدے

ہر ہر نطفہ ہے نشہ ایمان لیے ہوئے

چہرہ حضورؐ کا ہے کہ فشاں کھلا ہوا

ہر ادا ہے رفعت ایمان لیے ہوئے

دُور پہ ٹسکراتا ہوا پہلی شب کا چاند

تابانی و ضیائے فراوان لیے ہوئے

”سلام“ کے ان اشارے کی برجستگی و بیابانگی بھی قابلِ داد ہے ۔

برکتِ لازوال آپ کی ذات !

رحمتِ جاوداں سلام علیک

جانِ ارض و سما ہے جاں تیری

روحِ کون و مکان سلام علیک

وقتِ بیکس جلالِ ترا

طاقتِ ناتواں سلام علیک

زینتِ دو جہاں رُخِ زیب

رونی ہر جہاں سلام علیک
آپ کی ذات ہادی کل ہے
رہبرِ کاملان سلام علیک
بے حساب آپ کے ہیں لطف و کرم
رحمتِ بیکراں سلام علیک

ایک نعت کے ان مصرعوں میں بڑی بیابانگی اور روانی ہے :-
عمر ہم شبِ ہجر میں بل بل کے بجھے جاتے ہیں
عمر چاند تارے ترے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
عمر دیکھ کر تجھ کو مہ و مہر چھپے جاتے ہیں
عمر رُخ پہ قرباں گل و گلزار ہوتے جاتے ہیں
عمر ”ان کی تعریف سے اختیار جلے جاتے ہیں
جناب کاوش نے چھوٹی بحر میں بڑی کامیاب نعتیں کہی ہیں، ایک نعت
کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

آپ کی روشن پشانی سے
پھوٹ رہے ہیں لاکھ اُجالے
آپ کی آنکھیں روشن روشن
جیسے دو کوثر کے پیا لے

اور یہ نعمت تو سرخ ہے :-

”مُصَلِّیَّ الْمُحْسِنِ“ یعنی ”مُحْسِنِ الْمُحْسِنِ“

یعنی ”حَسَنِ قُدْرَتِ“ کی ”اِتِّہَامِ“ ہیں

”لُطْفِ تَنْدِی“ سے ”ذوقِ تَنْدِی“ جھلکے

”حَسَنِ اَحَدِیْتِ“ جھلکے وہ فقہاء ”مُحْسِنِ“ ہیں

”تَنْدِی“ کا گوہر ہیں ”نُورِ“ کا وہ جوہر ہیں

جو نہ ہو فقہاء ”رُکُزِ“ وہ بقا ”مُحْسِنِ“ ہیں

جناب کاوش تے تعذیبِ تعلیم بھی لکھی ہیں ”یہ نظم بہت ہی کامیاب ہے“ جن کا پہلا بند

۴۴

”رَحْمَتِ عَالَمِ مُحَمَّدِ مُصَلِّیَّ“ آتے ہیں ”یا دوا“

”جَبِ بِلَادِ“ میں ”کُھرتا“ ہے ”کَلَامِ“ کا ”شِابِ“

”جَبِ اُیْلِی“ ہے ”ہر اک“ ”خِجے“ کی ”لُغَلِ“ سے ”شِابِ“

”جَبِ اُلْطِ“ ”وِی“ ہے ”فُطْرَتِ“ ”سُخ“ سے ”تُغَلِ“

”سَاتِ“ ”کُزِ“ ”حَبِیْبِ“ ”کُزِ“ آتے ہیں ”یا دوا“

”رَحْمَتِ عَالَمِ مُحَمَّدِ مُصَلِّیَّ“ آتے ہیں ”یا دوا“

جناب کاوش نے مناقب کے باب میں بہت سی منقبتیں لکھی ہیں اور ان میں بیشتر کامیاب کہی جاسکتی ہیں، بہت سی مناقب میں آمد ہی آمد نظر آتی ہے خلفاء اور اہل بیت کے مناقب میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

رضائے حق رضائے مصطفیٰ ہے

رضائے مصطفیٰ صدیق اکبرؐ

دُعائے مصطفیٰ فاروقِ اعظمؓ

عطائے کبریٰ فاروقِ اعظمؓ

بے بہار بے حُزناں آغوش میں

لہلہاتا ہے گلستانِ علیؑ

آغوشِ محمدؐ میں زہرا کا دلارا ہے

اک چاند کے پہلو میں تابندہ ستارا ہے

حُسنِ جم کے کھڑے ہیں جفا کے رستے میں

کہ جیسے کوہِ گراں ہو ہوا کے رستے میں

چراغِ نورِ شہادت میں بجھ نہیں سکتے

ہوا کی زد پہ جلیں گے فنا کے رستے میں

یہ منقبت جوشِ بیان کی اچھی مثال ہے تشبیہات و استعارات بھی بہت ہی خوب

تشریف آفرین مولانا محمد رفیع الدین صاحب کتابت و تصانیف
حضرت شیخ شہاب الدین سروردی علیہ الرحمۃ کی منقبت کے یہ شعر غلاحظہ ہوں ۛ

تیری ٹھوکر میں نخوت شاہی

سرورِ سراں شہاب الدین

خاکساری سی خاکساری تھی!

خادمِ خادماں شہاب الدین

حضرت حاجی داریت علی شاہ علیہ الرحمۃ کی چادر شریف اور عرس پر جو نظمیں لکھی ہیں

ان میں آمد ہی آمد ہے

حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ کی منقبت ”نذر لطیف“ میں یہ بند قابلِ داد ہے۔

گلوں کے حسنِ تبسم کو جس نے سمجھایا

بتایا جس نے ہمیں رازِ گریہ شبنم

ہر ایک شعرِ خلوص و وفا کا آئینہ

”رسالو شاہ جو“ گویا ہے پیار کا سنگم

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کی منقبت میں یہ شعر قابلِ مطالعہ ہے۔

اے کر تو فخرِ بو حنیفہ ہے

ناز ہے تجھ پہ خودِ قضا بہت کو

۱۰۰ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

۱۰۱ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

۱۰۲ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

۱۰۳ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

۱۰۴ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

۱۰۵ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

۱۰۶ بڑا احادیث کون کون سا ہے مفتی و درال

مصرعہ ثانی میں مولانا حسرت موہانی کی ساری زندگی کو سمو کر رکھ دیا ہے اور ایجاز و
انحصارِ اعجاز تک پہنچ گیا ہے —
جناب کاوش نے رباعیات میں بھی اپنے جوہر دکھائے ہیں۔ رباعی مشکل ترین
صنف شاعری ہے۔ بہت کم شعراء نے اس تنگنائے میں قدم رکھا ہے۔ جناب
کاوش کی یہ رباعیاں ملاحظہ ہوں :-

پتھر میں شراروں کا سفر ہوتا ہے
خوں کا رگِ ہر گل میں گزر ہوتا ہے
ہے دل تو بڑی چیزِ نظر کے دشمن
ہر ذرے میں اللہ کا گھر ہوتا ہے

مینارِ ثریا کا شرار اچمکا!
وہ چاند کے گنبد کا کنار اچمکا
اٹھ کاہشاں لائی مُصلیٰ غافل
سحبِ دُں سے مقدر کا ستار اچمکا

ہر حدِ شرافت سے نکل جاتا ہے
موقع کی رعایت سے بدل جاتا ہے

کم ظرف تو اک جرعہ کی خاطر
ہر دھ کے پیمانے میں ڈھل جاتا ہے

آغوشِ قمر میں جو محسوس جاتی ہے
مُحسوس کے جوہلوں سے تگل جاتی ہے
وہ مکی ہوئی چاندنی کیسے ساقی
ہر صبح مرے جام میں ڈھل جاتی ہے

ہر خلد کو احساںِ خطر ہوتا ہے
ہر محسوس کے سینے میں جگر ہوتا ہے
آہستہ قدم رکھ، سر لگتی کی قسم!
ہر قدمے میں تو ابیدار ہوتا ہے

جنتاب کاوش کے اس دلیان «تور و نغمت» کی خوبیاں کو کمال تک گنایا جائے
فلذاتین کے سامنے موجود ہے وہ خود کلام کی رفعت و بلند ہی اور جذبے کی صداقت
کلماتِ انوار اور سکین گئے۔ یہ مجموعہ کلام جنتاب کاوش کے اخلاص و فکر و عمل کی منہ بولتی

تصویر ہے۔ یہ صحیفہ آدابِ محبت ہے! — خدا کی محبت، رسولِ خدا کی
محبت، بندگانِ خدا کی محبت! — بلاشبہ تشنگانِ عشق کے لیے یہ مجبوتہ کلام
تریاق و اکیر کا حکم رکھتا ہے مولیٰ تعالیٰ عاشقانِ رسول کے دل منور اور دماغ معطر
کر دے اور اس دیوان کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!
خداوندِ قدوس جنابِ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش کو اس خلوص و للہیت
اور عشقِ رسول کا پورا پورا اصلہ عطا فرمائے۔ آمین اللہم آمین!

۲۷ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ
۱۱ مارچ ۱۹۷۵ء
محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل گورنمنٹ کالج
مٹی ضلع تھریار کر (سندھ)

توہی تو

تو اللہ العالمیں "رستِ حق" سے
قلبِ انساں تو نے پیتا کر دیا
روئے ہر فردہ ہے جلوہ طور کا
ہے کہیں تابندہ مہ پاروں میں تو
ہر رخِ زیبا تھا کا سہ بھیک کا
تو کہ ہے جاری و ساری ہر جگہ
مہ و شوں کی کج ادائی میں ہے تو
ہے گر حتی برق میں تیرا اجمال
غنج میں تربت تیرا ادا ہے
عرش پر تاروں میں تیری محفلیں
اس بہارِ زلیست کی کاوش ہے تو
حسنِ بینائی "اداءِ بندگی" سے تو



حق موجود

تھا ہر نفس قریب، مگر ڈھونڈتے رہے
ہم خود سے دور، تجھ کو کدھر ڈھونڈتے رہے
تو جلوہ گر تھا شام و سحر کے لباس میں
ناداں تجھی کو شام و سحر ڈھونڈتے رہے
پھولوں میں تو چھپا ہوا ہنسنا تھا باغ میں
دیوانے جنگلوں میں مگر ڈھونڈتے رہے
اکثر جگر کی ٹیس میں محسوس تو ہوا
ہم کس لیے مسیح دگر ڈھونڈتے رہے
تو شب کی تیرگی میں رہا دھڑکنوں کے ساتھ
ہم آگہی نور سحر ڈھونڈتے رہے
تو ہر نفس قریب رہا آہ کی طرح
دل گیر کیوں فغاں کا اثر ڈھونڈتے رہے
مدت سے اہل دل تھے یہ کس کی تلاش میں
عیدیوں یہ کس کو اہل نظر ڈھونڈتے رہے

اہل نظر نے تجھ کو اگر دیکھ بھی لیا!

پھر ساری عمر اپنی نظر ڈھونڈتے رہے

”کاوش“ جو اہل عشق کبھی پاگئے اسے

کھوتے کچھ ایسے اہل نظر ڈھونڈتے رہے

کاوش جو اہل عشق کبھی پاگئے اسے

کھوتے کچھ ایسے اہل نظر ڈھونڈتے رہے

X

○

مذہب

حاصلِ حبیب

سیاہی کے آثار کا شکار ہونا
سیاہی کے رنگ سے رنگ ہونا

مری بندگی یہی ہے، مری زندگی یہی ہے
جو اٹھاؤں سر، تو کیسے بھلا تیرے آستان سے
تیری نعمتوں کے صدقے، تری برکتوں کے قرباں
تری رحمتوں کی بارش ہوئی خوب آسماں سے
مری آبرو یہی ہے، مری آرزو یہی ہے
بھرے میرا سا غر دل، مے نورِ بیکراں سے
ہو مجھے بھی کاش حاصل کنجی سیر کوئے لطیفی!
یہی التجاسد ہے، مری ربِ دو جہاں سے
یہی سنگِ در تو کاوش، مرا حاصلِ حبیب ہے
جو میں اٹھ کے جاؤں بھی، تو کہاں جاؤں آستان سے



رحمت نامہ

عابدوں نے تو عبادت کا اثر دیکھ لیا
عاصیوں کو تری رحمت نے مگر دیکھ لیا
تیری رحمت کے تصدق تری رحمت کے نثار
تیری رحمت کا ہر اک شے پہ اثر دیکھ لیا
تیری رحمت پہ سلام اور تری رحمت پہ دُود
تیری رحمت کو ہر اک شام و سحر دیکھ لیا
تیری رحمت نے دیا ہم کو محسوسِ شفیق!
تیری رحمت کو بانڈازِ دگر دیکھ لیا
تیری رحمت نے تو بخشش کے بہانے ڈھونڈے
ہم نے رحمت کا تری عزم و اثر دیکھ لیا
تیری رحمت کو محبت کا شجر پایا ہے
تیرے محبوب کو رحمت کا ثمر دیکھ لیا
تیری رحمت کو محبت کو تری شفقت کو
شانِ احمد میں بانڈازِ دگر دیکھ لیا



سُبْحَانَكَ يَا مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

نعت و سلام

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

دورِ جہالت سے عہدِ رسالت تک

وہ عرب کی جہالت کا دورِ زبوں جب نہ شارع تھا اور نہ شریعت کوئی
تارتار آدمیت کا جامہ ہوا ہر حقیقت کی بے حرمتی کی گئی

ذہن چٹخا کیا رُوح گھٹتی رہی کوئی جگنو بھی شب کو نہ گلبن میں تھا
صبح دمِ صحنِ گلشن میں دیکھا یہی ہارِ غاروں کا پھولوں کی گردن میں تھا

شب کی تاریکیاں ناگنوں کی طرح ابنِ آدم کو ڈستی تھیں ڈستی رہیں
دھاتے ہی رہے قہر کے زلزلے مظلم کی آندھیاں روزِ چڑھتی رہیں

گلشنِ حُسنِ انسانیّت جل گیا جہل کی آتیشیں وہ ہوائیں چلیں
کچی کلیوں کی عصمت کا خوں ہو گیا اور قبائیں گلوں کی اُتاری گئیں!

ابنِ آدم کا سینہ بھی جھلنی ہوا مہنتِ حوا کی چادر اُتاری گئی!
وحدتِ حق کو راہوں میں لٹا گیا نقدِ پیغیری بھی چُرا لی گئی

وحشتوں کے بگولے اُٹھے اور بڑھے
شہر شائستگی لٹ کے مرکھٹ بنا

دہشت مرگ کا قص کر
اپنے ہی سر سے تھے

تفرقے تھے زباں رنگ اور نسل کے
صورۃ وصل کے، سیرۃ فضل کے

وسو سے اپنی تہذیب کے اصل کے
تھے یہ منصوبے انسان کے قتل کے

آسمانوں سے انگارے برسا کیے
گلشن رنگ بوی پر خنداں چھا گئی

کھیت کھلیاں جتنے تھے سب جل گئے
قہقہے دل جلی آہ میں ڈھل گئے

تھے جو حساس انسان مقتول تھے
جیسے بیوہ کے ارماں یتیموں کی صند

قلب کی سولیوں پر تھے عقلوں کے سر
قہرِ درویش تھا جانِ درویش پر

چاند سو یا کیا کھاٹیوں میں کہیں
راہبوں کی طرح جنگلوں میں کہیں

جانورانی کھائیوں میں سمکتی رہی
عقل منہزل کی خاطر بھگتی رہی

ظلمتِ شب میں تہے راتے رہے
چادر تیرگی چپیلی تھی رہی

اور چراغوں کے سینے دھڑکتے رہے
شب کے لمحات یونہی سمٹتے رہے

تیرہ دتار لھے سسکنے لگے
ظلمتِ شب کے پڑے سرکنے لگے

رُخِ رحمتِ حق کو جوشِ آگیا
دورِ تیرہ شبی ختم ہونے لگا

شب پہ جس طرح شبِ خون مارا گیا
ہر طرف انقلابِ حسیں آگیا

یوں افقِ درُافق جھلملائی شفق
اور پھر نور کا ایسا تڑکا ہوا

نور ہی نور تھا جس طرف دیکھتے
جلوۂ طور تھا جس طرف دیکھتے

سبیلِ انوارِ رحمتِ رواں جو ہوا
دیدہ و دل اُجالوں میں ڈوبے ہوئے

نور میں سارا کعبہ سما یا ہوا
جلوۂ فیضِ نورِ علی نورِ رحمت

نور میں کوہِ فاراں نہ پایا ہوا
عرش سے فرش تک تھا سماں دیدنی

نورِ شمسِ الضحیٰ نورِ کھفِ الوری
صاحبِ التاج و معراج، صدِّ العلی

یعنی نورِ المدیٰ — نورِ بدرِ الدجی
صاحبِ قابِ قوسین جس کا لقب

اور انسانیت کی ہدایت لیے
ہر نجابت لیے ہر شرافت لیے

آگیا حسنِ نورِ رسالت لیے
خالقِ دوسرے کی عنایت لیے

اعلیٰ ہمت لیے بالا رفعت لیے
ابر رحمت لیے خوانِ نعمت لیے
شان و عظمت لیے رب کی شفقت لیے
دل میں وسعت لیے سب کی اُلفت لیے

نورِ احمد کو میں رب کا احساں کہوں
نورِ ایماں کہوں رازِ عرفاں کہوں
جانِ جاناں کہوں رُوحِ خواباں کہوں
رمزِ قُدرت کہوں شانِ یزداں کہوں

ہاں وہی نور جو جانِ رحمت بھی ہے
شانِ قدرت بھی ہے حُسنِ فطرت بھی ہے
پاک طہینت بھی ہے نیک خصلت بھی ہے
خوبصورت بھی ہے خوب سیرت بھی ہے

اس طرح آیا وہ نورِ تراں لیے
غول بھاگے شیاطین و فطین کے
ظلمتِ کفر کے جس سے بادل چھٹے
لات و عزیٰ ہبل منہ کے بل گر پڑے

بچ کلاہی کی رسم کہن میٹ گئی
مرکزِ حق پہ سب گردنیں جھک گئیں
زُہد و نسل و زباں کا تفسا خرمٹا
نورِ تقویٰ کا منارِ فضیلت بنا

شہرِ یارانِ ظلم و ستم سو بج لیں
دستِ کلچیں اٹھے گا لوگٹ جائیگا
نوحِ پائیں گے اب وہ نہ کلیاں کبھی
شاخِ گل تن کے شمشیرِ حق بن گئی

اب نہ حاکم تھا کوئی نہ محکوم تھا
اب نہ ظالم تھا کوئی نہ مظلوم تھا
سب کا دستور فطرت کا دستور تھا
حق کا آئین — آئین جمہور تھا

حریت کی شعاعوں کا سیل رواں
حسنِ انسانیت — بین الاقوامیت
رنگِ جمہوریت فیضِ شورا نیت
ہے اسی نورِ فطرت کی آفاقیت

حاکمیت عوام اور جمہور کی
یہ تجلیِ عدل و مساوات سب
اور حکومت یہ دہقان و مزدور کی
درحقیقت ہے برکت اسی نور کی

ہاں وہی نور جو نورِ اخلاق ہے
جس کا پر تو ہے علم و عمل آگہی
کثرتِ خیر میں شہرۂ آفاق ہے
حسنِ کردار میں جو بڑا طاق ہے

ہاں وہی نور تو سدا آتش بھی ہے
رشتکِ دانش بھی ہے فخر کاوش بھی ہے
ظلمتوں کے لیے ردِ سازش بھی ہے
رب کا محبوب ہے سب کا نازش بھی ہے

سے وہ غمخوارِ مجبور و مقہور کا
اس کی رحمت کے سائے میں سب عام
سب کا آقا وہ ہے سب میں اس کے غلام
لاکھوں دلا داس پہ بے حد سلام

اس پہ

سلام

نورِ کون و مکاں — سلام علیک
والہی ہر زماں — سلام علیک
آپ کی ذات ہادی کُل ہے
بزمِ امکاں بھی تمہارے لیے
دستِ قدرت میں نبھن ہر عالم
کشتِ توحید ہو گئی شاداب
پھیلی خُلقِ عظیم کی خوشبو
برکتِ لازوال — آپ کی ذات
جانِ ارض و سما ہے جاں تیری
زینتِ دو جہاں، رُخِ زیب
نازِ شش مومناں تری ہستی !
بے حساب آپ کے ہیں لطف و کرم
کاوشِ بے نوا کی جانب سے
حُسنِ بزمِ جہاں — سلام علیک
ناظمِ دو جہاں — سلام علیک
رہبرِ کمالاں — سلام علیک
وجہِ کون و مکاں — سلام علیک
سب کی رُوحِ رواں — سلام علیک
ابرِ گوہرِ فشاں — سلام علیک
مہکا ہر گلستاں — سلام علیک
نعمتِ جاوداں — سلام علیک
رُوحِ کون و مکاں — سلام علیک
رونقِ ہر زماں — سلام علیک
فخرِ ہر انس و جان — سلام علیک
رحمتِ بیکراں — سلام علیک
لیجے مہرباں — سلام علیک

قوتِ بیکراں حلالِ ترا

Click For More Books

سویرے سویرے

یہ کون آج آیا سویرے سویرے
یہ "صلِ علی" کا سویرے سویرے

نہانے لگا نور میں "کوہِ ناراں"
عجب نور پھیلا سویرے سویرے

انہیں سے تو چھوڑوں کی محفل میں ہے
وہی نور انہیں سویرے سویرے

تصور کیا ہے "رخِ مصطفیٰ" کا
نظر آیا جلو سویرے سویرے

پکاریں گے جب انبیاءِ نفسی نفسی
چلے آئے گا سویرے سویرے

کھلے پھول سارا پس من مسکرایا
کہ مرغانِ گلشن میں ہر سو ہے چرچا

ہوا جلوہ گر "آفتابِ رسالت"
ہے عکسِ جمالِ رخِ مصطفیٰ سے

انہیں سے تو جلوے ہیں لعل و گہر میں
وہی چاند تافوں کی رونق ہیں شب کو!

شبِ غم نے جب بھی مجھے آگے گھیرا
چھٹی تیرگی نور ہر سمت پھیلا

وہ محشر کی گرمی "جلالِ الہی"
مدد کے لیے "شافعِ روزِ محشر"

شبِ غم نے راہوں میں طوفان اٹھائے
یہ سب رنج و غم بھول جاؤں گا آقا
جدائی کے غمناک اندھیروں نے گھیرا
مدینے جو پہنچا سویرے سویرے

نہ پوچھ اہل دل کے شب و روز و اعظ
کبھی شام کو اپنے گیسو کھیرے
مرے مصطفیٰ کا کرم اس قدر ہے
کبھی رُخ دکھایا سویرے سویرے

وہ طیبہ کی زنجیں خضاتے بہاراں
سُنوں میں بھی کاوش مدینے میں جا کر
وہ پھولوں کے جھرمٹ میں بلبل کے نغمے
بکلائیں جو آفت سویرے سویرے



۱۵۱

①

جلوہ گرُ آفتابِ رسالت، ہوا
ظلمتِ کُفر، کافور ہو جائے گی
حق کے انوار اب دل کو گرمائیں گے
نورِ وحدت سے چہرے نکھر جائیں گے

گرمیِ روزِ محشر سے جب الاماں!
بدلیاں آ کے رحمت کی چھا جائیں گی
الاماں! کر رہے ہوں گے جن و بشر
گیسوئے مصطفیٰ، جب نکھر جائیں گے

بھیکِ رحمت کی جب مانگنے کے لیے
رحمتِ حق، کو بھی پیار آ جائے گا
عاصیوں کی نظر آپ پر جاتے گی
جرمِ اُمت پہ جب آپ شرمائیں گے

جو ہیں وابستہ دامنِ مصطفیٰ
رحمتِ مصطفیٰ کا تو کسنا ہی کیا
پائیں گے اُن کے دامن میں عاصی پناہ
بخششِ دو جہاں آپ فرمائیں گے

پُھراطِ عالموں نے جسے کہا
بن کو ان کی نظر کا اشارہ ملا
ہے خیمِ ابروئے مصطفیٰ پر فدا
مکراتے ہوئے پار اُتر جائیں گے

چاندنی ظلمتوں میں چٹک جاتے گی
شک و غبر کی خوشبو بکھر جائے گی
آرزوں کی کلیاں چٹک جائیں گی
کوچہ دل میں جب وہ گزر جائیں گے

نفسی نفسی کا عالم ہے یا مُصطفیٰ
آپ نے بھی اگر ہم کو محسوس کرا دیا
حشر سے پہلے یاں حشر ہے اک بپا
ہم گنہگار ہیں پھر کہ صبر جائیں گے

مائے مائے پھریں در بدر کس لیے
جب نگاہِ کرم اُن کی ہو جائے گی
دردِ دل اپنا کاوش، سنائیں کسے
کام بگڑے ہوئے سب سنو رہائیں گے



شمعیں جلتی رہیں شمعیں بجھتی رہیں
بن کے خورشید آئے سحر ہو گئی

دین پھیلانے آتے رہے انبیاء
رات کیسے ہوتی ختم جب مصطفیٰ

بیڑیاں کٹ گئیں غم کے بادل چھٹے
جس پہ بدرالدجی کی نظر ہو گئی

جھولیاں بھر گئیں غمِ دل کھلا
اس کی قسمت کا تارا چمکنے لگا

زیرِ نعلین پا عرشِ عظم ہوا
تابِ تبریل بے بال و پر ہو گئی

ماہِ واخسہم ہوتے گردِ راہِ سفر
اللہ اللہ یہ کیا مفتام آگیا؟

بجھکے آتشِ کدے باغ بننے لگے
کشتِ توحید، بلبہ تر ہو گئی

لات و عزی ہبل کلمہ پڑھنے لگے
ابرِ رحمت بھی برسا کیا جھوم کر

آپ تنویرِ حق آپ شمس الضحیٰ
ہر نظر گویا برق و شر ہو گئی

آپ "نور الہدیٰ" آپ "کف الوریٰ"
خرمنِ کفر کے حق میں سدا کار کی

تم سے کوئین کا دور اندھیرا ہوا
تیرے ہر قدم پر سحر ہو گئی

حق نے تم کو سراجاً منیراً کہا
نور کی محک کاوش کو بھرا عطا

رحمتِ جاوداں

رحمتِ حقِ ملی ہے نبی سے
روحِ انسانیت جھوم اٹھی!
زندگی کا سلیقہ سکھایا
جہل کی تیسرگی دور کر دی
خشک رہبانیت کو مٹایا
وقت کی قدر کرنی سکھائی
قیسِ اوہام سے ہے چھڑایا
خود بتوں نے بھی کلمہ پڑھا ہے
سر جھکے سرورانِ جہاں کے
دشمنوں نے بھی تجھ کو سراہا
کج کلاہوں کی گردن مچکی ہے
سرکشوں کے لیے کیں دُعائیں
عاصیوں کے لیے آپ روئے
ٹوٹے دل آپ ہی جوڑتے ہیں
دل ہوا پاک آلودگی سے
تیرے پیغام کی نغمگی سے
حسنِ تہذیب و شائستگی سے
سیرتِ پاک کی چاندنی سے
آپ نے زندہ دل بندگی سے
اپنی بافتا عہدِ زندگی سے
ذہنِ انساں کو حق آگہی سے
تیری تبلیغ کی دلکشی سے
تیرے اخلاق کی سرسری سے
تیرے کردار کی برتری سے
تیرے اخلاص کی سادگی سے
آپ نے رحمتِ دائمی سے
اپنے احساس کی خستگی سے
خوبیِ فنِ شیشہ گری سے

جھولیاں بھر گئیں عاصیوں کی تیری رحمت کی دریا دلی سے
سب کو گرویدہ اپنا بنایا خدمتِ خلق کی یادری سے
گفتگو کا سلیقہ سکھایا دل نشیں لہجہ کی چاشنی سے
اک نئی سوجِ انساں کو بخشا آپ نے فخر کی تازگی سے
پانی معراج، انسانیت نے تیرے ہی علم اور آگہی سے
صبح نے مسکرانا ہے سیکھا مصحفِ رُخ کی تابندگی سے
ہے شگفتہ فضا تے بہاراں چہرہ پاک کی تازگی سے
ابرِ شکیں ہے گلشن پہ چھایا آپ کے گیسوئے عنبری سے
مسکراہٹ گلوں نے اڑائی آپ ہی کی توخندِ لبی سے
ہے مصفیٰ ہر اک دامنِ گل ! تیری فطرت کی پاکیزگی سے
لذتِ کام جاں، ذکر حق ہے لذتِ ذکر، عشقِ نبی سے
تم ہی تم ہو جدِ سرِ دیکھتا ہوں جذبہٴ دل کی دیدہ وری سے
چاکِ دل اپنے ”کاوش“ کا سی دو اپنی رحمت کی بخیہ گری سے



ہوئے آپ کے جو غلام۔ اللہ اللہ
بہوں پر درود و سلام۔ اللہ اللہ
محبت کی شاید یہی ابتدا ہے
مے بے طلب جام، تشنہ لبوں کو
بچھے راہ میں کہکشاں، چاند، تارے
سرِ عرش، خلوت میں، اور بالمشافہ
کبھی نام لے کر نہ رب نے پکارا
نہ کیوں تیز ہوں دھڑکنیں میرے دل کی
رُخِ مصطفیٰ سے محبتی اور وہام
توجہ اور اس درجہ ہم عصیوں پر
نگاہوں کی ہینت، ترا سبز گنبد
وہ قلب و نظر سے محبت کے سجے
وہ جا لی تک آ کے لطف لڑکھائی
پڑی ٹھو کریں دھڑکنیں بکھاری ہیں
بلالعت کا ذوق کاوشش کو ہدم
بنے دو جہاں کے امام۔ اللہ اللہ
یہہ سنیم و کوثر کے جام۔ اللہ اللہ
ہے لب پہ رواں اُنکا نام۔ اللہ اللہ
ترے میکہ کے کا نظام۔ اللہ اللہ
ہوئے آسمان زیرِ کام۔ اللہ اللہ
ہوئے رب سے وہ ہمکلام۔ اللہ اللہ
یہ ہے آپ کا احترام۔ اللہ اللہ
نظر آیا بابِ اسلام۔ اللہ اللہ
وہ الوار کا اثر دھام۔ اللہ اللہ
کہاں ہم کہاں یہ مقام۔ اللہ اللہ
ہے تسکینِ دل تیرا نام۔ اللہ اللہ
وہ ذکرِ درود و سلام۔ اللہ اللہ
ادب کا یہ اعلیٰ مقام۔ اللہ اللہ
مرے دل کا عاجز خرام۔ اللہ اللہ
یہ ہے فیضِ خیر الایام۔ اللہ اللہ



آپ کو جو حضور دیکھیں گے
رب تعالیٰ کا نور دیکھیں گے

ہے جو سچی لگن زیارت کی!
تو مدینہ منورہ دیکھیں گے

ودیۃ دل سے دیکھنے والے
ان کا ہر جان پہرہ دیکھیں گے

ان کی آنکھوں سے پینے والوں کو
نشہ میں چور چور دیکھیں گے

ان کے رخسار سے لپکتا ہوا
شعلہ کوہ طور دیکھیں گے

گر سلامت ہے جذبِ دل کاوش
ہم بھی طیبہ ضرور دیکھیں گے





جب نظر مجھ کو حریم کر دگا آجائے گا
اپنے سجدوں کا مجھے بھی اعتبار آجائے گا

میں حرم سے جب چلوں گا ارضِ طیبہ کی طرف
ہر قدم پر مجھ کو لطفِ انتظار آجائے گا

نگنبدِ خضرا، کو دکھیوں گا جب اپنے سامنے
عمر بھر کی بے قراری کو تسار آجائے گا

آپ شرماتے ہوئے آجائیں گے جب حشر میں
اس ادا پر داوِ محشر کو پیار آجائے گا

آپ کے گیسو پریشاں کس سے دیکھے جائیں گے
جنت الفردوس سے ابر بہار آجائے گا

ساقی کوثر کی نظریں جس طرف اٹھ جائیں گی
دیکھنے والوں کی آنکھوں میں خمار آجائے گا

جب یہ نعتِ رحمتِ عالم پڑھے گا حشر میں!
کاوش، عاصی نہ خود مولا کو پیار آجائے گا



جو بہت دور نظر آتا ہے دل میں مستور نظر آتا ہے
ذرے ذرے میں ارضِ طیبہ کے جلوۂ طورِ نظر آتا ہے
کوچہ مصطفیٰ میں ہر ہشیار فخرِ منصورِ نظر آتا ہے
کیسے دیکھوں انہیں کہ پیشِ نظر پردۂ نورِ نظر آتا ہے
چشمِ ساقی کے دیکھنے سے دل بے پئے چورِ نظر آتا ہے
جس طرف دیکھتے مدینے میں نورِ ہی نورِ نظر آتا ہے
ان کے چہرے پہ کیا نظر مٹھے منظرِ طورِ نظر آتا ہے
اُن کی محفل کا حُسن کیا کہنا ہر طرف نورِ نظر آتا ہے
دل کو جب سے بلا ہے غم اُن کا کیا مسرورِ نظر آتا ہے
جو بھی آتا ہے بزمِ طیبہ سے کیا محسورِ نظر آتا ہے
جلوۂ یریزی سے گنبدِ خضرا منبعِ نورِ نظر آتا ہے
کاوشِ آنکھوں سے دُور ہے طیبہ
دل سے کب دُور نظر آتا ہے





جو بھی انسان، انسان ہے خلقِ احمد کا احسان ہے
ان کے در کا جو دربان ہے فخرِ دارا و خاقان ہے
مُصطفیٰ کا جو فرمان ہے بالیقین عینِ قرآن ہے
دستِ رحمت میں میزان ہے بخش دینے کا سامان ہے
ان کے کردار پر بھی عمل ! جن پہ جاں تیری قربان ہے
مُصطفیٰ سے جو باغی ہوا ! وہ حقیقت میں نادان ہے
جو کمی دیکھے محبوب میں یہ منافق کی پہچان ہے

اپنے ”کاوش“ پہ بھی اک نظر

دید کا اس کو ارمان ہے





قرآن ہے خود ”نورِ نبوت“ کا قصیدہ

اللہ نے لکھا ہے ”شانِ رسالت“ کا قصیدہ

دُنیا کو دیا آپ ہی نے درس ”مساوات“

غیروں میں پڑھا ”حسنِ اخوت“ کا قصیدہ

جمہور کو ہر ظلم کے پنچے سے چھڑایا

پڑھنے لگے سب ”حسنِ عقیدت“ کا قصیدہ

تاریخِ یہ دیتی ہے گواہی کہ پڑھا ہے

بوجہل نے بھی تیری ”صداقت“ کا قصیدہ

ہر جبر و تشدد پہ کیا شکرِ الہی !

مقابلہ پہ سدا ”صبر و قناعت“ کا قصیدہ

جب کچھ نہ بنی بات پئے داؤدِ محشر !

”کاوِش“ نے پڑھا اُن کی شفاعت کا قصیدہ



مجھ کو میری طلب سے سوا ایل گیا
جب محمدؐ ملے تو خدا ایل گیا

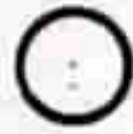
اس کو دُنیا نے چاہا خدا کی قسم
جس کو محبوبِ ربِّ العالیٰ ایل گیا

جس پر چشمِ کرم ہو گئی آپ کی
زندگی کا اسے مدعا ایل گیا

اس کی چوکھٹ پہ شاہانِ دوراں جھکے
جس کو دروازۂ مصطفیٰ ایل گیا

اُن کی قسمت پہ نبیوں کو بھی رشک ہے
جن کو تم سارے رسولِ خدا ایل گیا

ہم کو کاوشِ اندھیروں کا کیا خوف ہے
ہم کو جب ظلِ نورِ الہی ایل گیا



درد و غمِ حیات کا درماں، تمہیں تو ہو

میسرے سکونِ قلب کا سا ماں، تمہیں تو ہو

دنیا تے حُسن و عشق کے جلوے تمہیں سے ہیں

انوارِ غازیہ رُخِ خواہاں، تمہیں تو ہو

رعناتیاں چمن کی عبارت تمہیں سے ہیں

پھولوں کا حُسن، جانِ بہاراں تمہیں تو ہو

ہیں تابشیں تمہاری ہی تاروں میں چاند میں

وجہِ ضیائے مہرِ درخشاں، تمہیں تو ہو

وہ لامکاں کہ جس کے امیں جبریل ہیں !

اس لامکاں کے ساکن وہاں تمہیں تو ہو

دستِ وفطرت آپ نے ترتیب دیدیا

آئینِ حقِ تعالیٰ کا عنوان تمہیں تو ہو

”خلقِ عظیم“ سے بے منور رہِ حیات

کردار کا منارِ درخشاں تمہیں تو ہو !

اس بزمِ کائنات میں تُم سے ہے روشنی

”کاوش“ کے دل میں شمعِ فروزاں تمہیں تو ہو



وہ آگے حیات کا ساماں لیے ہوئے
تاریکیوں میں مشعلِ تر آں لیے ہوئے

اس خارزارِ زلیث میں گھبرانہ جلتے دل
آئے حضور، کیفِ بہاراں لیے ہوئے

دستِ شفا میں راحتیں دنیا و دیں کی ہیں!
فیضانِ ابرِ رحمت باراں لیے ہوئے

روشن جبینِ عجز پر سجدے کا وہ نشان
عزو و قارِ عظمتِ انساں لیے ہوئے

ٹھوکر میں تاجِ قیصر و کسریٰ پڑا ہوا
قدموں میں نخوتِ سرشاہاں لیے ہوئے

ہونٹوں پہ مسکراتا ہوا پہلی شب کا چاند
تابانی وضیائے فراواں لیے ہوئے

غنیچہ کھلا ارم کا کھلاجب وہاں پاک
خوشبوئے غلہ، نازشِ رضواں لیے ہوئے

دندان پاک سے ہیں دکتے گہر بھی ماند !
اور لب خراج لعل بدخشاں لیے ہوئے

دل نور معرفت کا خزینہ بنا ہوا
سینہ تجلیات کا طوفاں لیے ہوئے
آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے
ہر ہر نظر ہے نشہ ایماں لیے ہوئے

چہرہ حضور کا ہے کہ تر آں کھلا ہوا
ہر اک ادا ہے رفعت عرفاں لیے ہوئے
کاوش کاوش کو بھی زیارت طیبہ کا اذن ہو
وہ بھی ہے دل میں دید کا ارماں لیے ہوئے





مقبول دُعائیں ہوتی ہیں دل کے ارمان نکلنے ہیں
راہِ طیبہ میں دیوانے جب بتیا بانہ چلتے ہیں
ہے خاکِ پائے شاہِ اُمم، یہہ کاہشاں یہ کون و مکان
سانچے میں عشق و محبت کے کیا نور کے جلوے ڈھلتے ہیں
قدموں میں نچا ورتارے ہیں راہوں میں کچھ کاکشاں
وہ نورِ مجسم صلی علیٰ رستوں میں نور کے چلتے ہیں
سرکار جہاں پر پہنچے ہیں وہ نور کی منزل کیا ہوگی
جس کی راہوں میں چلنے سے پر رُوح الامیں کھلتے ہیں
خورشید میں جلوہ ہے اُن کائناتوں میں تجلی ہے اُن کی
جتنے بھی چراغ محفل ہیں اُن کے فیض سے جلتے ہیں
اک نور کا ٹکڑا نور ہدیٰ اس کاوشِ عاصی کو ہو عطا
کوئین کے سارے شاہ و گدا ٹکڑوں پہ تہاے پلتے ہیں!





زکعبہ نہ بیت الصنم دیکھتے ہیں

مہند کے نقشِ قدم دیکھتے ہیں

جو حلقہ بگوشانِ خیر الوریٰ ہیں

انہیں فخرِ دارا وجم دیکھتے ہیں

مصیبت میں مشکل میں طوفانِ غم میں

فقط ان کا ہی لطفِ کرم دیکھتے ہیں

نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ غمگین

کسی کی وہ کب چشمِ نم دیکھتے ہیں

کسی چہرے پر کب نظر ان کی ٹھہرے

جو بدرالدجی کے قدم دیکھتے ہیں

غلامانِ احمد کی چوکھٹ پہ کاوش

سلاطین کے سر بھی خم دیکھتے ہیں





سر پہ عرشِ اعظم نے لفتنِ پا اٹھائی ہے

دو کماں سے بھی نزدیک ذاتِ مصطفائی ہے
اک فرشتہٴ نوری جل مرے جو پر مارے

وہ بھی کیا بشر ہو گا جس کی واں رسائی ہے
چاند ہو کر تارے ہوں، آپ کے پیش نقشِ پا

گردِ راہ نے اُڑ کر ککشاں بنائی ہے
جس کے ادنیٰ جلوے سے کھا کے غشِ گر مٹسے

اس کی جلوہ گاہوں تک آپ کی رسائی ہے
جب سے آپ نے میرے دل میں جلوہ فرمایا

زندگی کی ہر سُنزل خود ہی جگمگاتی ہے
چاند کیوں ہوا روشن مچھول مسکرانے کیوں

کس کے واسطے حق نے بزمِ یہ سجائی ہے
سارے عالموں ہی میں آپ رحمتِ حق ہیں

کون کون سی بستی آپ نے بسائی ہے

ہوں عطا فقیروں کو نور سے بھرے ساغر
ساقیا گھٹا کالی سیکدے پہ چھاتی ہے
قبر میں نہ تاریکی اور نہ کوئی تنہائی !
شمعِ نور احمد ہے قربِ مصطفائی ہے
کیسا فاصلہ کاوشِ ہجر کس کو کہتے ہیں !
دل میں اُن کو پایا ہے جب نظر جھکاتی ہے





”واللیل“ ہے اُن کی زلف دوتا ”والشمس“ رُخ انور اُن کا

”مازاع“ کا سرمہ آنکھوں میں ”لین“ کا سر پر ہے سہرا

ہے اُن کی صفت ”لولاک لما“ وہ وجہ ضیائے کون و مکاں

وہ نورِ قدم وہ نورِ حرم وہ نورِ ہدیٰ وہ نورِ خدا

کونین کی دولت قدموں میں پہنٹوں پہ صداقت کا نعرہ

سبے تاج و ناسر پر اُن کے قدموں میں بچا ہے عرشِ علی

سہ کارِ بیمارے پل بھر میں تا عرشِ معلیٰ ہو آتے

زنجیرِ حرم ہتی ہی رہی تھا گرم جو بسترِ گرم رہا

نام آپ کے اُسوۂ حسنہ کا مقرر آن رکھا ہے خالق نے

اندازیں ”اسری“ کا زینۂ عرفان کی منزلِ حسن ادا

باتھوں میں ”لوار الحمہ“ لیے سرکارِ مدد کو آئیں گے

میدانِ قیامت میں کاوشِ محبت ہو گا اُن کا ڈنکا



①

خطا کر رہا ہوں عطا چاہتا ہوں
ترے فضل کی انتہا چاہتا ہوں

خدا چاہتا ہے رضا تے محمد
میں محبوب رب کی رضا چاہتا ہوں

مجھے ساری دنیا نے ٹھکرا دیا ہے
سہارا حبیب خدا چاہتا ہوں

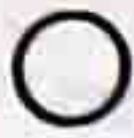
نہ جنت کی خواہش نہ حوروں کا سودا
مدینے میں تھوڑی سی جا چاہتا ہوں

جو طہائیں کاوش جو "بدرالدجی" ہیں
انہیں سے میں نور ہدیٰ چاہتا ہوں

②



سکونِ قلب ہو تو کینِ جاں ہو آسِ اتم ہو
جہانِ زلیست میں واللہ بس رونقِ فزا تم ہو
محمد مصطفیٰ اتم ہو حبیبِ کبریا تم ہو
قسم اللہ کی دُنیا دوں کے پیشوا تم ہو
شفیع المذنبین ہو شافعِ روزِ جزا تم ہو
انیسِ بے کساں ہو مونسِ شاہِ وگدا تم ہو
مرے مادی بھی تم ملجا بھی تم حاجتِ رُدا بھی تم
مخاطبِ تم اثرِ تم ہو دُعا تم مددِ تم ہو
تمہارے نقشِ پائے راہِ پائی رہنماؤں نے
جہاں میں کاروانِ زندگی کے رہنما تم ہو



○

وہ گنہگار و لاچار ہیں مجھ کوئی بخشش کا چارا نہیں ہے
المسودہ — شافع روزِ محشر اور کوئی تو اپنا نہیں ہے
آگ کا ایک دیاواں ہے منزلِ جانِ جاناں سے پہلے
ڈوب کر جلتے تو پار اُترے دوسرا کوئی رستا نہیں ہے
دیکھ کر فکرِ امت سے غمگیں روزِ محشر خدا خود کے گا
مُصطفیٰ پونچھ لیجئے یہ آنسو آپ کا غم گوارا نہیں ہے
اپنے کاوش کو کلی میں لے کر موت کے وقت کلمہ پڑھانا
آپ کے روبرو جان نکلے اور کوئی تمنا نہیں ہے
بھول میں رنگ بُو ہے اسی کی شمع روشن میں جلوہ ہے اس کا
ذرے ذرے میں نورِ خدا ہے کیسے کہہ دوں کہ دیکھا نہیں ہے

○



کب سے میں اہل دل پیش در دیکھتے
اس طرف بھی ذرا اک نظر دیکھتے
کیسے پہنچوں میں شاہ اُمم آپ تک!
راستے ہیں بڑے پر خطر دیکھتے
میں کہاں اور کہاں کو چپہ مُصطفیٰ
دیکھتے میرا عزم سفر دیکھتے
اُن کی چو کھٹ کہاں اور میرا سر کہاں
یہ بھی اُن کا ہے فیض نظر دیکھتے
چاند ٹکڑے ہوا اور سورج پھرا
معجزے ان کے شام و صبح دیکھتے
کیوں خلا میں کریں جستجو پانڈ کی
ہے زمین پر وہ رشکِ قمر دیکھتے
ان کی رحمت سے محرم کیوں ہم ہیں
جب دو عالم ہوئے مہر دور دیکھتے
وقتِ آخر ہے مولا چلے آئیے
اُمٹ کے جانے لگے چارہ گر دیکھتے



جئے جاتے ہیں مصطفیٰ کہتے کہتے
ذرا اپنی اُلفت کے ماروں کو دیکھو
قرارِ دل و جہاں تمہاری نطفہ ہے
اُمٹاؤ نطفہ خاکساروں کو دیکھو

منزلِ مدثر ہیں ان کی ادائیں !!
سراجاً منیرا کی سب ہیں شعاعیں
جمالِ محسن سے روشن جہاں ہے
جہاں کے حسین ماہ پاروں کو دیکھو

یہ اعزاز ہے شانِ محبوبیت کا
کبھی نام لے کر نہ رتب نے پکاوا
پکارا تو پیارے لقب سے پکارا
ذرا غور سے تیس پاروں کو دیکھو!

خُدا کے یہ راز و نیازِ محبت
مُحَمَّد سے یہ ناز و اندازِ اُلفت
اگم اور طہ و یسینے!
کلامِ خدا کے اشاروں کو دیکھو

ہے معراج کی راہ کیسی سبائی
حسین کھکشاں دے رہی ہے گواہی
انہیں کے تو نقشِ کفِ پاہیں روشن
اٹھا کر نطفہ چاند تاروں کو دیکھو

ہے اسلام کا باغ کاوشِ معطر
ہوئے اس پہ تیربان شبیر و شہر
نہاے ہوئے خُون میں ہیں گُلِ تر!
ذرا کر بلا کی بہاروں کو دیکھو!





آپ کے جو عِسلام ہوتے ہیں دو جہاں کے امام ہوتے ہیں
جب وہ محو حرام ہوتے ہیں اسمیں زیرِ کام ہوتے ہیں
اُن کے لب بوسہ گاہِ کوثر ہیں جو ترے تشنہ کام ہوکتے ہیں
کے | ان کی نظروں سے پینے والوں کو [×] خالی کبِ دل کے جام ہوتے ہیں
لامکاں کے ہزارِ پروں میں رب سے وہ ہمکلام ہوتے ہیں
آتے ہیں بار بار کیوں جب بریل کیا سلام و پیام ہوتے ہیں
جس جگہ ذکرِ خیر ہو اُن کا وہیں خیرِ الانام ہوتے ہیں
کیوں رہے دور کاوش "عاصی
در پہ سب خاص و عام ہوتے ہیں





انوار کا منارِ درخشاں ہیں مُصطفیٰ
حقا کہ عکسِ جلوۂ یزداں ہیں مُصطفیٰ
شاہد رہے ہیں جن کے رسولانِ ماسلف
وہ تاجدارِ فخرِ سولائے ہیں مُصطفیٰ
انوارِ مُصطفیٰ سے ہے روشن رہِ حیات
بزمِ جہاں میں شمعِ فروزاں ہیں مُصطفیٰ
مانگے بغیرِ ساغرِ عرفاں عطا ہوئے
زندوں کے حق میں رحمتِ یزداں ہیں مُصطفیٰ
الفاظِ آیتیں ہیں، توفیق سے ہیں سورتیں!
گویا کہ بولتا ہوا تشرّاں ہیں مُصطفیٰ
زندوں کو حق شناس کیا ہے حضور نے
مومن کا دین و مذہب و ایماں ہیں مُصطفیٰ
اللہ کے حبیبِ سراپا نیاں ہیں
ہے رب کو جن پہ ناز وہ انساں ہیں مُصطفیٰ
کاوش کو نازِ شافعِ محشر پہ کیوں نہ ہو
مرضیِ حق ہیں رحمتِ یزداں ہیں مُصطفیٰ



اس کی قدرت کا زمانہ پہ اثر دیکھ لیا
وہ بشر ہے تو بشر کی نطفہ تو دیکھو
بارشیں ہو گئیں رحمت کی گنگاروں پر
ان کے ہونٹوں سے تسنیم کی کرن جب پھوٹی
ہر ادا ان کی بنی باعث فضل ربی
حسن سیرت ہے ترایا ترا حسن صورت
نعمت حق کا زمانہ میں ہے تسنیم تو ہی
خاک طیبہ تری تقدیس کا قرآن ہے گواہ
چاند انگلی کے اشارے سے ہوا تھا دویم
پھر کیا قبلہ کو نین نظر اٹھتے ہی
آپ کے جامہ اطہر پہ ہوتی آگ حرام
اڑ کے واسطے ہیں پیڑ بھی چل کر آتے
اس کی نظروں نے پہاڑوں کو بنایا سونا
جانور سجدہ کریں بُت گریں اشجار جھکیں
مُصطفیٰ نے جسے بس ایک نظر دیکھ لیا
جس نے بے پردہ وہ خلاق بشر دیکھ لیا
رب نے محبوب کا جب دیدہ تر دیکھ لیا
کاکلِ شب نے وہیں نورِ سحر دیکھ لیا
ہم نے اللہ کا یہ حسن نظر دیکھ لیا
ہم نے قرآن کو تا حد نظر دیکھ لیا
سارا عالم ہے ترا دستِ نگر دیکھ لیا
ذرے ذرے پر محمد کا اثر دیکھ لیا
واہ و! محبِ نزہ شوقِ تیر دیکھ لیا
ان کی پاکیزہ نگاہوں کا اثر دیکھ لیا
جس نور سے نسبت کا اثر دیکھ لیا
ابر نے سجدہ کیا دھوپ میں گر دیکھ لیا
راہبوا تم نے مرا کیمیا گر دیکھ لیا
آپ کے قدموں کی عظمت کا اثر دیکھ لیا

اے حلیمہ ترے ناقہ کے قدم تیز ہوئے قدم پاکِ محمد کا اثر دیکھ لیا
اپنی اُمت پہ نبھا اور کیے دل کے ٹکڑے دُنیا والو! یہ ہے احمد کا جگر دیکھ لیا!
آنسو فرقت میں بہاتا تھا ستوں چوٹی آپ کی قربت و اُلفت کا اثر دیکھ لیا
پُلصراط ابروئے احمد پہ فدا ہے کاوش
وہ ہوا پارِ جسے ایک نظر دیکھ لیا!





جب درِ اقدس پہ کوئی شرمسار آہی گیا
اپنے بندے پر مرے مولا کو پیار آہی گیا
ساقی کوثر کے در سے بے پئے جاتا نہیں
جب کوئی رحمت کدے میں بادہ خوار آہی گیا
اب نوازیں یا اسے ٹھکراتیں مرضی آپ کی
آپ کے در پر حضور اک نابکار آہی گیا
کھل اٹھا جب فہن میں طیبہ کی یادوں کا چمن
”میں یہ سمجھا جیسے وہ جان بہار آہی گیا
عاشقوں نے اپنی آنکھوں سے لگایا چوم کر
چلتے چلتے راہِ طیبہ میں جو خاراہی گیا
خاکِ پائے مصطفیٰ غاۓہ بنی افلاک کا
کھکشاں و ماہ و انجم پر نکھاراہی گیا
آستانِ یار کی ادنیٰ کشش تو دیکھئے
ٹھوکریں کھا کھا کے کاوش و لگا ز آہی گیا



براسر ہے در اقدس ہے اور روغن کی تنویریں

اٹنی ہیں بھی دیکھوں، ان حسیں خوابوں کی تعبیریں

مرے دل میں بسی ہیں آرزوئیں سیرِ لطیف کی

مری آنکھوں میں پھرتی ہیں حسیں طیبہ کی تصویریں

مرے سرکار دریائے کرم ہیں بحرِ رحمت ہیں

گنگا رو پلو، ہاں بخشوا لو اپنی تفصیریں

جو وہ چاہیں تو چھٹ سکتے ہیں بادل رنج و حراں کے

جو وہ چاہیں تو کٹ سکتی ہیں میرے غم کی زنجیریں

کہا نور علی نور آپ کو تراں میں حق نے

عیاں ہیں چاند سورج میں رخ روشن کی تنویریں

محمد مصطفیٰ کی ذات تہران مجسم ہے

ہیں صدیق و عمر عثمان و حیدر جس کی تفسیریں

یہودی اور نصاریٰ مل کے جھپٹے ہیں مسلمان پر

خدا کا قہر ثابت ہوں مسلمانوں کی شمشیریں

دُعا کا دُش کی ہے یارب، بحق رحمتِ عالم

کہ گونجیں صحنِ عالم میں مسلمانوں کی تکبیریں!



گر شعاع نبی نہیں ہوتی بزم میں روشنی نہیں ہوتی
نور احمد کا عکس ہے ورنہ حسن میں دل کشتی نہیں ہوتی
ماہ طیبہ نہ جگمگاتا اگر چاند میں چاندنی نہیں ہوتی
گر نہ آتی نسیم طیبہ سے باغ میں تازگی نہیں ہوتی
عبدیت کا مقام سمجھایا ورنہ یہ عاجزی نہیں ہوتی
نور بن کر نہ آتے آپ اگر دور تیرہ شبی نہیں ہوتی
حسن اخلاق آپ سے پھیلا ورنہ شائستگی نہیں ہوتی
عشق احمد نہ ہو جو لغز طراز روح میں تازگی نہیں ہوتی
پیروی نبی نہ ہو جب تک بندگی بندگی نہیں ہوتی
رب کہے جس کو خود جلیب اپنا اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی
عشق احمد بغیر اے کاوش
زندگی، زندگی نہیں ہوتی!





قافلے سارے مدینے کو چلے جاتے ہیں
ہم رہ عشق میں صدمات سے جاتے ہیں
ہم کو بھی روضۂ اقدس پہ بلاؤ شاہ
ہم شبِ ہجر میں جل جل کے بجھے جاتے ہیں
ککشاں نے تری راہوں کو سجا رکھا ہے
چاند تارے ترے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
تیرے گیسو پہ ہیں تربان گھٹائیں کالی
دیکھ کر تجھ کو مہ و مہر چھپے جاتے ہیں
تیرے ہونٹوں کے تقسیم پہ نہچا اور مہ نو
رُخ پہ ترباں گل و گلزار ہوئے جاتے ہیں
جن کے اوصاف کی کھاتا ہے قسم ربِ جلیل
اُن کی تعریف سے اغیار جلے جاتے ہیں
اُن کی منزل کی تجلی کا بیاں کون کرے
جن کی رہ میں پرِ حبریل جلے جاتے ہیں
اُن کی ٹھوکر میں ہے کونین کی دولت کاوش
نور کی بھیک سب اس در سے لیے جاتے ہیں

کعبہ کو آنکھوں میں سما لے گنبدِ خضرا دل میں ببا لے
اُن کی شان اللہ اکبر کوثر والے رحمت والے
رُشکِ گلِ تر اُن کا چہرہ ابرہہ باراں گیسو کا لے
جسمِ معطر کی خوشبو سے مہکے ہیں گل بوٹے لالے
اُن کی نظر اک نور کا دریا رُوح کو دھوئے دل کو اُجالے
گورا گورا مٹھا اُن کا قلب و نظر میں کوئی سما لے
میٹھے بول اس غنچہ بہن کے گلشنِ گلشن مہکنے والے
دستِ کرم میں رحمتِ حق ہے جس جس کو چاہے بخش لے
رب طالب ہے تیری رضا کا تجھ کو غنم کیا گیسوؤں والے
آپ کا دل مینا نہ عرفاں آنکھیں ہیں کوثر کو سنبھالے
آپ کی روشن پیشانی سے پھوٹ رہے ہیں لاکھ اُجالے
آپ کی آنکھیں روشن روشن جیسے دو کوثر کے پیالے
آپ نہیں گراں دھیرا روں میں ہونٹوں سے پھوٹیں اُجیالے
ہائے تعصب نسل و وطن کا وحدتِ حق پہ ڈاکہ ڈالے
جائیں کہاں غربت کے مارے طیبہ نگر میں ہم کو ببالے
تاجِ شفاعت کے صدقہ میں کاوشِ عاصی کو بخشا لے



راہوں میں تیرگی سہی، نور الہدیٰ تو ہے
شامِ الم کا غم نہیں، بدر الدجیٰ تو ہے
ہر ذرے میں جہان کے ہے مصطفیٰ کا نور
اوصاف میں حضور کے شمس الضحیٰ تو ہے
مانا کہ شر کا دور شرارت کا زور ہے
سر پہ ہمارے سایہ خیر الوریٰ تو ہے
سرورِ انبیاء میں شر و جہاں ہیں آپ
یسین کا حضور کو تغافل تو ہے
تم چودھویں کا چاند ہو تیرا آن کی قسم
تم کو خدا نے پیار سے طہ کہا تو ہے
آلودہ گناہ و بد اعمال ہی سہی!
کاوش کو فخر مدحت خیر الوریٰ تو ہے

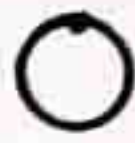




درِ پاک حبیبِ کبریا پر اپنا دم نکلے
تمنا آج اتنی لے کے اپنے دل میں ہم نکلے
جو سب کے بعد آئے ہیں محمد مصطفیٰ بن کر
وہی تو باعثِ خلافتِ لوح و قلم نکلے
ہمارے ہیں جو آقا ہیں وہی تو شافعِ محشر
جو دنیا میں سہارا تھے وہ مختارِ ارم نکلے
وہ اہل اللہ جو ٹھکرا گئے دنیا کی دولت کو
قیامت میں وہی تو صاحبِ جاہ و شہم نکلے
جو خیرِ سر نہ ہوتا تھا، وہ قدموں میں گرا کر
جنابِ حیدرِ کرار جب لے کر علم نکلے
جو ہم داخل ہوئے شامِ غلامیِ محسن میں !
تو کاش جس بقدر تھے گیسوئے قیمت میں خم نکلے



۷۷



تشنہ دہنوں کو کوثر کا جام آگیا

جب لبوں پر محمد کا نام آگیا

سب بھلے ہی بھلوں کے طرفدار تھے

ہم بُروں کی تو مشکل میں کام آگیا

حشر کی ہر مصیبت ہے آساں اسے

پی کے جو تیری اُلفت کا جام آگیا

خود خدا کی محبت نوازی یہ ہے

گہ سلام آگیا گہ پیام آگیا

جس کے رہوار کا ہے غبار آسماں

بن کے انساں وہ عالی مقام آگیا

نازِ شانِ کلیمیٰ بجا ہے مگر!

دوبر و تیرے حُسنِ تمام آگیا

مستِ توحید و ونوں جہاں ہو گئے

دور میں جب رسالت کا جام آگیا

کاوشِ اعجاز یہ نعت خوانی کا ہے

بے نواؤں کو طہِ نزِ کلام آگیا



وہی حاجت روا ہیں اور وہی مشکل گشا ہوں گے
سہرِ محشر شفاعت کو مری خود مصطفیٰ ہوں گے

مجھے پہچان ہی لیں گے مرے سہرِ کارِ محشر میں
وہ صورت آشنا ہوں یا نہ ہوں غم آشنا ہوں گے

تجھے تابِ نظارہ کس طرح ہو گی دلِ ناداں
وہ ہوں گے جلوہ گر تو ہوش کب اپنے بجا ہوں گے

خدا کب ڈوبنے دیں گے اسے غم کے سمندر میں
کہ جس کی کشتیِ دل کے غمستہ ناخدا ہوں گے

اب اُن کا غم ہی تسکینِ دل و جاں ہوتا جاتا ہے
جو درِ دل کا باعث ہیں وہی دل کی دوا ہوں گے

ہیں کیا خوف کاوشِ روزِ محشر کی صعوبت کا!
کہ ہم تو عشقِ محبوبِ خدا میں مبتلا ہوں گے





مجھے ساقیا ایسا سحر پلا دے نظر کو جو چمکاتے دل کو ضیا دے
تری کیمیا گر نطفہ کا کرشمہ فقیروں کو پل بھر میں داتا بنا دے
تری دید ہی دردِ دل کی دوا ہے ترا وصل بیمارِ غم کو شفا دے
تری ہر نظر فخرِ تنیم و کوثر جو اٹھ جائے پیاسوں کو ساقی بنا دے
یہ ادنیٰ اسا اعجاز ہے مصطفیٰ کا مریضوں کو دم میں سیجا بنا دے
نظر وہ نطفہ ہے جو دیکھے مدینہ ہے دل وہ جسے عشقِ احمد خدا دے
مرے بے خبر دل! تڑپنے سے حال؟ مدینے کی گلیوں میں جا کر صدا دے
نسیمِ سحر تجھ کو معلوم ہو گا؟ مجھے کوئی طیبہ کا رتہ بتا دے
کوئی پیارا غنچہ چپک کر مجھے بھی مرے رشکِ گلشن کا شروہ سنا دے
ذرا بلبلِ باغِ طیبہ چپک کر کوئی شانِ احمد کا نغمہ سنا دے
تجربہ کی جاگی نگاہوں کا صدقہ مرے بختِ خفہ کو آ کر جگا دے
تعصب کی تاریکیاں بڑھ رہی ہیں! کوئی شمعِ احلاقِ احمد جلا دے
حبیبِ خدا کا وہ اخلاقِ حسنہ کہ جو اپنے دشمن کو خود ہی دوا دے
مری موت آسان ہو جائے کاوش کوئی نزع میں نعتِ احمد سنا دے

۵

ہر ذرے میں جہان کے ہے مُصطفیٰ کا نور
شمسِ الفتنیٰ کا نور ضیا بار دیکھنا!
لوگوں نے ان کو صرف نبی ہی سمجھ لیا!
محبوبِ کبریا بھی ہیں سرکار دیکھنا!
محبوبیت کی شان نبوت سے ہے فزوں
ناز و نیازِ عشق کے اسرار دیکھنا!
مجھ کو ستاؤ شوق سے لیکن ستم کرو
محبوبِ حق ہیں میرے طرفدار دیکھنا!
کاوش پہ بھی حضورِ محبت بھری نظر
جکڑے ہوئے ہیں زلیست کے آزار دیکھنا

○



رنج و محن میں ہوں میں گرفتار دیکھنا

میری طرف بھی احمد مختار دیکھنا

پھر ساری عمر غم کی شکایت نہ میں کروں

اک بار ہنس کے اے مرے غمخوار دیکھنا

رشتہ مسیح ایک ادھر بھی نگاہِ لطف

دم توڑ دے نہ مجھ سے بیمار دیکھنا

کچھ بھی ہمارے پاس نہیں دل شکستہ ہیں

ہم پھر بھی آپ ہی کے ہیں خریدار دیکھنا

جو اختیار چاہیں جسے بخش دیں حضور

محبوبِ حق ہیں احمد مختار دیکھنا

جو خوش نصیب ہو گیا قدموں میں آپ کے

عشر میں اس کا طالع بیدار دیکھنا





مُصطفیٰ محمّد میں، مجتبیٰ محمد میں، یعنی حسنِ قدرت کی انتہا محمد میں
زندگی کا گوہر میں، روح کا وہ جوہر میں، جو نہ ہو فنا ہرگز، وہ بقا محمد میں
دن کو روشنی جن سے، شب کو چاندنی جن سے، زلیّت سے جس میں جن سے وہ ضیا محمد میں
نطفِ بندگی برائے ذوقِ بندگی چھلکے، حسنِ احدیت جھلکے، وہ فضا محمد میں
فخرِ کبریا بھی ہیں، رشکِ انبیاء بھی ہیں، جن پر نماز ہے سب کو دلربا محمد میں
اب تو مجھ سے کرا کے خود گذر رہیں طوفاں، میری کشتیِ دل کے، ناخدا محمد میں
فخرِ عیسیٰ نام ان کا، درد مندی کا ان کا، بے کسی کے ماروں کا، آسرا محمد میں
کاروانِ طیبہ سے بھاگتا ہے خو شیطاں، میں لیتے کہ اے ہدم، رہنا محمد میں
نورِ ذاتِ احمد کی، لاتے تھے نویدِ عیسیٰ، حضرت خلیل اللہ کی دعا محمد میں
کیوں نہ شرطِ ایمان ہو قسمِ غیرِ ایمان، با حیا محمّد میں با حیا محمد میں
جستجو کا محور میں، آرزو کا مرکز میں،
لنہیرو دہائے کاوشوں کا مدعا محمد میں



پریت ڈگر

پریت ڈگر ہے سنبھل کے

داسی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

پگ پگ پاؤں پکڑیں کانٹے

پگ پگ پھیلے گھور اندھیرے

دُور نہیں ہے طیبہ نگری

من کی گگری نہ چھلکے

پریت ڈگر ہے سنبھل کے

داسی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

گھور اندھیرے رستے روکیں

آشاؤں کے دیپک مہبڑکیں

جہانک گگن کی اوٹ میں بڑھ کر

رُپ ترے گھنشیام کا جھلکے

پریت ڈگر ہے سنبھل کے
وہی پریت ڈگر ہے سنبھل کے

دیکھ رہا ہے تیرا گویا !

اس پرست پون ہے پاپی !

لاج ہے تیرا گنا پگلی !

سرے آنچل دیکھ نہ ڈھلے

”پریت ڈگر“ ہے سنبھل کے
وہی پریت ڈگر ہے سنبھل کے



برہانی آگ

کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آتے
داسی دور رہے سوامی سے لاج موہیے آتے
کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آتے
پر پھیلا تے مورا ناچے، کوتل کوک لگائے
سوامی میرا پیار بھرا من بیکل ہو ہو جاتے
کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آتے
سب سکھیوں کے بھاگ کھلے ہیں، جھولا جھولیں آج
اس برہا کی ماری پر بھی ایک خنجر مناراج
کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آتے
من کی سونی سونی اٹریا مارے موہے کٹار
پاس آؤ یا ہم کو بلاؤ سا جن طیسہ دوار
کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آتے

یادِ سخن کی بھیتِ بھیتِ مورا کر جوا کھاتے
میں بُرا کی آگ، میں مجلسوں کیسا ہے انیاتے

کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آئے

داسی دور رہے سوامی سے لاج موہیے آئے

کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آئے

ایک نجر کاوش دکھیا پر ہو جاتے سرکار

پینے ہی میں درسن دکھا دو، جاؤں میں بلہار

کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آئے

داسی دور رہے سوامی سے لاج موہیے آئے

کملی والے موری کھیریا جلدی لیجو آئے



جستجوئے مدینہ

سیلاب

دل میں ہو آرزو مدینے کی!

گل کوہ جس میں ہوا بو مدینے کی

جس کو باغ بہشت کہتے ہیں

شکل ہے یہ ہو بلو مدینے کی

بہر گنبد کا عکس پتوں میں

پھول میں رنگ و بو مدینے کی

مدح و ثناء کی زباں پر ہے

مرحباً! برو مدینے کی

دل میں انوار احمد مرسل

شکل ہے شویج و ملائحت کی

مرحباً! شوق جلوۂ طیب

اے خوشا! آرزو مدینے کی

بہارِ طیبہ

نگوں کا رنگ، چین کا نکھار ہے طیبہ

بہارِ حُسن ہے، حُسن بہار ہے طیبہ

نہ درِ قلب - نہ جانِ تدار ہے طیبہ

خدا کے فضل کا آئینہ دار ہے طیبہ

سرورِ قلب ہے

اس ارضِ پاک کی تدرآن کھار ہے قسم!

حبیبِ ربِّ محلی کا دیار ہے طیبہ

بنے ہیں زمینِ طیبہ یہ بخت پھولوں کا

بہارِ رحمت پروردگار ہے طیبہ

برایک دل نظر آتا ہے غنچہٴ نورس

سبھی کے واسطے تازہ بہار ہے طیبہ

نئے الست سے کُل ابدیت ہیں سرشار

صحابہٴ مست ہیں وہ نشہ بار ہے طیبہ

خدا کرے کہ شگفتہ رہے سدا کاوش

مرے حبیب کا رنگیں دیار ہے طیبہ

نگارِ مدینہ

مرا دل ہو آئینہ دارِ مدینہ !

مری جاں ہو یارب انثارِ مدینہ

بنے آجہدارِ زمین و زماں وہ !

ہوتے جو گداتے دیارِ مدینہ

ہوتے واقفِ منزلِ نور و عرفاں

جنہیں مل گئی رنگزارِ مدینہ

مرے مصطفیٰ کے ہے قدموں کی برکت

کہ "یشرب" بنا - لالہ زارِ مدینہ

ہمارے بھی دل کی کلی سُکرائے

کبھی اے نسیم بہارِ مدینہ

ادھر بھی ہیں کچھ شتگانِ محبت

ادھر بھی ہو رخِ اے نگارِ مدینہ

عطا اتنی کاوش کو طیبہ کی مے ہو

ابد تک نہ اترے حصارِ مدینہ

کوئے طیبہ

افضل ہے خاکِ طیبہ رفعت میں آسماں سے
بہتر ہے کوئے طیبہ جنت کے گلستاں سے
فضلِ خدا کا در ہے دروازہٴ محمّد !
جو کچھ بھی جس نے پایا پایا اس آستاں سے
ہم تک بھی کاش پہنچے خوشبو ترے چمن کی
جا کے صبا یہ کہنا طیبہ کے باغباں سے
ہر ذرہٴ مدینہٴ رشکِ تیرے ہمدم
کوچہٴ مرے نبی کا اعلیٰ ہے کھکشاں سے
کونین کی بہاریں تیراں ہیں یہیں پر !
جہاں سے جہاں سے کاش کو دو جہاں سے



بزمِ طیبہ

میرے غمکین دل کی یہ ہے التجا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

رنج و غم ہیں ہزاروں اکیلا ہوں میں
دور طیبہ سے کرتا ہوں آہ و بکا

میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

کاش حاصل ہوں مجھ کو بھی وہ رونقیں

بزمِ طیبہ ہو اور میں ہوں نغمہ سرا

میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا!

مانتا ہوں سراپا گنگار ہوں

ایک تیری ہی رحمت کا ہے آسرا

میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

پتے صدیق و فاروق و عثمان علی
مجھ کو بھی ہوشِ نابِ طور اب عطا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

جامِ عرفاں کا مجھ کو پلا ساقیا
صدقہِ حسنین کا بھروسے سا غمرا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

اپنے کاوش پہ بھی ہونگا کرم
آپ ہی کا تو ہے وہ بُرا یا بھلا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا

میرے غمگین دل کی یہ ہے التجا
میرے مولا مدینے مجھے بھی بلا



رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

جب بہاروں میں نکھرتا ہے گلابوں کا شباب
جب اُبلتی ہے ہر اک غنچے کی بوتل سے شراب
جب اُلٹ دیتی ہے فطرت اپنے رُخ سے خود نقاب

ساتی کوثر، حبیبِ کبریا آتے ہیں یاد!

رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

جب پلپٹتی ہو صبا خود مصحفِ گل کے ورق
قمریاں پڑھتی ہوں جس دم قدرتِ حق کا سبق
منکشف ہوں قلب پر جب اس طرح اسرارِ حق

صاحبِ قرآن نطق کبریا آتے ہیں یاد! || ۹

رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

ٹوٹتا ہے جب فلک پر رات کو کوئی شہاب
بُھوٹتا ہے جب ہوا کے تیز جھونکے سے حباب
یک بہ یک جب زلزلت کا خاموش ہوتا ہے زباب

صاحبِ لولاک، شاہِ دوسرا آتے ہیں یاد

رحمتِ عالم محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

غم کے صحرا میں بھٹکتے ہیں جو دل کے قافلے
حاررہ سے پھوٹتے ہیں پاؤں کے جب آبلے ^{ہیں}
ٹوٹ جاتے ہیں زمانے کی دُعا کے سلسلے

غم نصیبوں کو ایسے با وفا آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم، محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

جب سرِ منزل بھٹک جاتے ہیں خود ہی راہبر
اور جب آنکھیں دکھاتے ہیں سیاست کے مہنور
جب تنفر کے پھیڑے کھاتے ہیں قلب و نظر

کشتی اُمت کے اس دم ناخدا آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم، محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

بجلیوں کے شہر کی راتیں ہیں یا روزِ سیاہ
ہر قدم پر روشنی سے خیرہ ہوتی ہے نیگہ
روشنی جب روشنی کا روکتی ہے راستہ

تب بھی نور الہی، بدرالدجی آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم، محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد

اک نظر سے موج کو ساحل بنا دیتے ہیں آپ
قلبِ تیرہ کو مکمل بنا دیتے ہیں آپ

جس کو چاہیں جس طرح وصال بنا دیتے ہیں آپ
آپ جو ہیں کاملوں کے رہنما، آتے ہیں یاد
رحمتِ عالم، محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد
خوشبوؤں کے شہرِ طیبہ کی بڑی ہے آرزو
آرزوؤں کے اسی گلزار کی ہے جستجو !!
جنت الفردوس ہے کاوشِ مدینہ ہو ہو
گلشنِ توحید کے گلگوں قبا آتے ہیں یاد!
رحمتِ عالم، محمد مصطفیٰ آتے ہیں یاد



مناقب

مناقب

فہرس

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
حضرت امام حسین علیہ السلام
حضرت شیخ محی الدین غوث اعظم عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شیخ عبدالوہاب جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
حضرت وارث علی شاہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
حضرت مجدد ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ تعالیٰ سرہ العزیز
حضرت مفتی اعظم شاہ محمد منظر اللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز
حضرت مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ
-

رضائے مصطفیٰ

ہیں سب کے پیشوا۔ صدیق اکبرؐ رئیس الاتقیا۔ صدیق اکبرؐ
رضائے حق، رضائے مصطفیٰ ہے رضائے مصطفیٰ، صدیق اکبرؐ
خدا کا آئینہ تو مصطفیٰ ہیں اور عکس مصطفیٰ، صدیق اکبرؐ
خدا کے بعد درجہ مصطفیٰ کا ہے بعد مصطفیٰ۔ صدیق اکبرؐ
کہا "صاحب" کسے قرآن میں رب نے یہ رتبہ آپ کا صدیق اکبرؐ
لقب دربارِ ختم المرسلین سے عطا تم کو ہوا "صدیق اکبرؐ"
امام اُن کو بنا یا خود نبی نے امیر با صفا۔ صدیق اکبرؐ
کیا تہ بان سارا مال دیں پر فدائے مصطفیٰ! صدیق اکبرؐ
جو خود پہلے پہل ایمان لائے وہ ہیں اہل رضا، صدیق اکبرؐ
رہا مانند سایہ ساتھ ہر دم نبی کا سایہ محنت صدیق اکبرؐ
میں تو یارِ عشارِ مصطفیٰ ہیں رفیق با صفا، صدیق اکبرؐ
رفاقت، وہ کہ حاضر ہیں ابد تک قریب مصطفیٰ، صدیق اکبرؐ
سہارا سب کی بخشش کا بنے گا یہ گریہ آپ کا، صدیق اکبرؐ
سنو فریاد کاوش بے نوا کی نبی کے ہموا، صدیق اکبرؐ

دُعائے مُصطفیٰ

”دُعائے مُصطفیٰ“ — فاروقِ اعظمؓ

”عطائے کبریا“ — فاروقِ اعظمؓ

”رضائے کبریا“ تو مُصطفیٰ ہیں

”رضائے مُصطفیٰ“، فاروقِ اعظمؓ

خُدا سے مُصطفیٰ نے ان کو مانگا

نبی کا مدعا فاروقِ اعظمؓ

جو ہیں خوشبو گلِ وحدت کی احمد

تو ہیں بادِ صفا، فاروقِ اعظمؓ

یہ جُرأت آپ کی صحنِ حرم میں

اذاں دی بر ملا، فاروقِ اعظمؓ

کیا ہے کفر و دیں میں فرق الیا

لقب اُن کو ملا، فاروقِ اعظمؓ

ہے اُن کے نام سے شیطان کو لرزہ

جلال کبریا، فاروقِ اعظمؓ

شرعیت پر کیا بیٹے کو تیراں
عدالت پر نہ راے فاروقِ اعظمؓ

سیاست میں نفاست وہ کہ دشمن
پکارےے؄ مرحبا!؄ فاروقِ اعظمؓ

”اَشِدَّ اِمْرًا عَلٰی الْكُفَّارِ“؄ حق نے
ترے حق میں کہا؄ فاروقِ اعظمؓ

مسلمانوں پہ مایوسی ہے طاری
یہ ہے وقتِ دُعا؄ فاروقِ اعظمؓ

یہودی اور نصاریٰ مل چکے ہیں
بہیں کرنے فنا؄ فاروقِ اعظمؓ

کوئی ساعفہ مئے عشق نبی کا
ہو کاوش کو عطا؄ فاروقِ اعظمؓ



غازة وُشدان

جامع القرآن — ذوالنورین ہیں پیکر ایمان — ذوالنورین ہیں
حُسن کے عارف — محمد مُصطفیٰ عشق کی سچان — ذوالنورین ہیں
یاد آئے دیکھ کر جن کو حُدا وہ خدا کی شان — ذوالنورین ہیں
راز دارِ نورِ عسینِ مُصطفیٰ حضرت عثمان — ذوالنورین ہیں
سر پہ ہے تاجِ خلافت، جلوہ گر کس قدر ذیشان — ذوالنورین ہیں
جن سے ہے قائم ”حیا“ کی آبرو وہ ”حیا“ کی جان — ذوالنورین ہیں
”بُخل“ کو جن سے ہوتی شے مندرگی وہ ”سُخا“ کی شان — ذوالنورین ہیں
جن کے در سے فیض کے دریا بہے وہ غنی عثمان — ذوالنورین ہیں
جیسے ہوتے ہیں فرشتے پُر حیا وہ حیا سامان — ذوالنورین ہیں
خون اُن کا ”غازة وُشدان“ بنا
یوں ہوتے قربان، ذوالنورین ہیں



شانِ علی

دل وہ دل جس میں ہو امانِ علی جان وہ جاں ہو جو شرابِ علی
ہے خدا کی شان، شانِ مصطفیٰ مصطفیٰ کی شان ہے شانِ علی
آندھیوں میں بھی چراغِ مصطفیٰ ہے سلامت زیرِ دامانِ علی
ہے "بہارِ بے خزاںِ آغوش میں" اہلماں ہے گلستانِ علی
فخر کرتی ہے "امامت" آپ پر ہے "ولایت" زیرِ دامانِ علی
خودِ خدا، فرزند بھی دیں پر فدا ہے "شہادت" دین و ایمانِ علی
"شاعری جزویت از پیغمبری" ہاں ذرا پڑھئے تو دیوانِ علی
کیا ستائگی انہیں محشر کی دھوپ جن کے سر پر ہو گا دامانِ علی
ہو وہ دربارِ خدا میں باریاب جو گدا بن جائے دربانِ علی
کر گئے سب کچھ علی دیں پر فدا کرتے ہیں کیا ہم فدایانِ علی
تھے علی ایشار و کردار و رضا اور ہم بس مرثیہ خوانِ علی
اے گریباں چاک کاوشِ کر دے ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ علی!

زندگی

”مداقت“ — نعرۂ سبطِ پیمبر

”شجاعت“ — طرۂ ابنِ علی ہے

کیا شبیر نے جاں دے کے ثابت

”شہادت“ — زندگی ہی زندگی ہے



سلام

سلام اس پر کہ جو ہے آمنہ کے چاند کا ہالا
سلام اس پر کہ جو ہے فاطمہ کی گود کا پالا

سلام اس پر نبی نے جس کو کاندھے پر بٹھایا تھا
سلام اس پر شقی نے جس پہ پنجبر آزمایا تھا

سلام اس پر کہ نانا جس کے ٹھہرے ساقی کوثر
سلام اس پر کہ جس کے دشمن جاں خود ہوئے ابتر

سلام اس پر کہ جاں دے کر بچایا جس نے ایماں کو
نیکالا آتشِ نمرود سے مجبورِ انساں کو!

وہ لب جو ساقی کوثر نے چوئے تھے محبت سے
انہیں پربند پانی کر دیا، ظالم نے نفرت سے

سلام ان پر جنہیں زہرا نے خود جھولا جھلایا تھا
سلام ان پر کہ جن پر شہر نے خنجر چلایا تھا

جنہیں خود صاحب شق القمر — چاند اپنا کہتے تھے
انہیں کے آنکھ کے تارے طمانچے رُخ پہ سہتے تھے

وہ چہرہ چاند سا جو بوسہ گاہِ مُصطفیٰ اٹھاتا
اسی چہرے پہ آ آ کر غبارِ کربلا اٹھاتا



کردار کا میسنارۃِ انوارِ حسین
سیرت کا مکتا ہوا گلزارِ حسین
واللہ کہ ہیں صبر و رضا کا پسیر
فطرت کی حسین فکر کا شکارِ حسین



چراغِ وفا

شقی نے قلب پہ چر کے بہت لگاتے تھے
مگر حسین کی تیوری پہ بل نہ آئے تھے

کھلے ہیں اُن کے سبب پھول باغِ ہستی میں
جو زخمِ دل پہ شہِ کربلا نے کھائے تھے

یزیدیت کی جفاؤں کی تیرے آندھی میں
حسین ہی نے چراغِ وفا جلانے تھے

کبھی نہ بادِ مخالف بُجھا سکی اُن کو!
جو اپنے خوں سے دیئے شاہ نے جلانے تھے

حسین شعلِ کردارِے کے نیکلے تھے
یزیدیت کے جلو میں بدی کے ساتے تھے

حسینؑ منزلِ ایمان و آگہی کا نام
یُزیدیت نے لقبِ ظلمتوں کے پائے تھے

منارِ نور ہے کردار ابنِ حیدر کا
ضیائے خُلق سے اطراف جگمگانے تھے

حسینؑ ہی کا تھا یہ ظرفِ کاوشِ غمگین!ؑ
کہ زیرِ تیغ بھی نعماتِ زلیت گلے تھے



آنکھوں میں کوئی اشک نہ آنے پایا
لبِ تہک نہ کبھی حرفِ شکایت آیا
تلوار کے سائے میں کیے ہیں سجدے
اس شان سے شبیر نے سر کٹوایا



چاند تارہ

آغوشِ محبت میں زہرا کا دلارا ہے
اک چاند کے پہلو میں تابندہ ستارا ہے

ہے عرشِ معلیٰ بھی قدموں کے تلے جن کے
کاندھے پہ سوار اُن کے زہرا کا دلارا ہے

”نیکي ہو نام اُن کا — حق“ ان کا لقب ٹھہرا
وارث ہیں وہ جنت کے عقبیٰ پہ اجارا ہے

وہ فخرِ شریعت ہیں اس گھر کے یہ مالک ہیں
اللہ نے جس گھر میں فرمان اُتارا ہے

نذرانہ جاں دے کر ہے زندہ کیا دیں کو!
اسلام کے گلشن کوخوں دے کے سنوارا ہے

وہ صبر کے پکیر ہیں وہ شکر کے منظر ہیں
ہر وقت ظلم و مصیبت کو ہنس ہنس کے گزارا ہے

تم آبرو ہو دیں کی ہا موس شرعیات ہو
اسلام کی دنیا میں جو کچھ ہے تمہارا ہے

غمخوار غریباں ہیں میدان قیامت میں
اس کاوش عاصی کو ان ہی کا سہارا ہے



شبیر سے قائم ہے شریعت کا بھرم
شیرازۃ توحید و رسالت ہے ہم
سجدے میں اگر نہ کھاتے شبیر
ہر مسجد و منبر پہ سجے ہوتے صنم



حُسن اور پانی

منہ سے اک بار لگا لیتے جو مولا پانی !
دشتِ غُربت میں نہ یوں ٹھوکریں کھاتا پانی !

کون کہتا ہے کہ پانی کو ترستے تھے حسین
ان کے ہونٹوں کو ترستا رہا پیا سا پانی

کر بلا والوں کی اس تشنہ لبی کو سُن کر
کوہِ وِصحرا میں ٹپکتا ہے سدا پنا پانی

خیمہ پاک میں جانے کی اجازت نہ ملی
بھوٹ بھوٹ آج بھی اس غم میں ہے رہتا پانی

ظرفِ یہ حضرت عباس کا دیکھے کوئی
نہرِ قدموں میں تھی ہمنہ سے نہ لگایا پانی

کوئی خود داری تو یہ ترشہ لبوں کی دیکھے
شیر خواروں نے بھی تو منہ سے نہ مانگا پانی

گرچہ بے درد نے پیسا ہی کیا ذبح انہیں!
صابروں کی مگر آنکھوں میں نہ آیا، پانی

سبیل آلِ محمّد کے ہے قدموں پر نثار
وارثِ ساقی کوثر کا ہے صد قاپانی

ترشہ لبِ خوگرِ تسلیم و رضا ہیں کاوشِ
خون کے گھونٹ پئیں گے جو نہ پایا پانی

گھبراتے نہ چکراتے نہ تیورائے حسین!
جھنجھلاتے نہ جھلاتے نہ چلاتے حسین!
سرفے دیا، غم لے لیا، خاموش ہے
صبر و تسلیم و رضا تھا ایمائے حسین

کربلا کے رستے میں !

شہید نے جو دیا سر خدا کے رستے میں

وہ سنگِ میل بنا ہے وفا کے رستے میں

حسینِ جم کے کھڑے ہیں جفا کے رستے میں

کہ جیسے کوہِ گراں ہو ہوا کے رستے میں

ہیں اہل صبر و رضا کربلا کے رستے میں

کہ جیسے پھول کھلے ہوں صبا کے رستے میں

جو خاک ہو گئے صدق و صفا کے رستے میں

انہیں حیاتِ مٹ ہے قضا کے رستے میں

چراغِ نورِ شہادت ہیں نبھ نہیں سکتے !

ہوا کی زد پہ جلیں گے فنا کے رستے میں

جو اپنے خوں سے شہیدوں نے شمعیں روشن کیں !

جلیں گی یونہی ابد تک، ہوا کے رستے میں

بنیں گے نقشِ قدم، سجدہ گاہِ اہل صف
جو چل سکو تو چلو تم وفا کے رستے میں
”حسینیت“ کو جو زندہ کرے، نہیں مرتا
مثالِ کوہِ گراں ہے، ہوا کے رستے میں
سلام اُن پہ قضا کو گلے لگائے ہوئے
رواں ہیں آج بھی جو کر بلا کے رستے میں
کبھی بھی موت کے دھڑکے سے دل نہیں دھڑکا
فنا سے کھیلنے گزرے بقتا کے رستے میں
خارج لینے حیاتِ دوام سے کاوش
کفن بدوش چلیں گے وفا کے رستے میں

کھیلے



ناموس رسالت کے نگہباں شبیر
توحیدِ خداوند پہ قرباں شبیر
بیعت کو یزیدیت کی پامال کیا
اللہ کو بے ناز، وہ انساں شبیر



اُمت پہ ہیں اللہ کا انعام حسین
باطل کے لیے موت کا پیغام حسین
ہر دورِ یزید سمجھے اپنا انجام
پائندہ ہیں جاں نثارِ اسلام حسین



تقدیس کا وہ نور تھیں عفت کا سنگھار
عصمت کی امانت تھیں وہ عظمت کا منار
زینب کہ تھیں وارثِ اجلالِ حیدر
قدرت کا تھیں صبر و ضبط میں بھی شہکار



زینب کی ہے آواز کہ آوازِ حسین
زینب کا ہر انداز ہے اندازِ حسین
عترت کی نگہاں ہوتیں شبیر کے بعد
ہر حال میں زینب رہیں دمسازِ حسین



غوثُ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

تمہاری محبت ہمارا ہے ایماں
دل و جاں ہے تم پہ فدا غوثُ الاعظم

مداوائے رنج و الم آپ ہی ہیں
میرے دردِ دل کی دُعا غوثُ الاعظم

قدم اُس کے منزل نے خود آ کے چومے
بنے جس کے بھی رہنا غوثُ الاعظم

خدا کی قسم جس کو تم مل گئے ہو
خدا بھی اُسے مل گیا غوثُ الاعظم

گدا آپ کے میکدے کا ہے کاوش
اسے بھی ہو ساعف عطا غوثُ الاعظم



غوثُ الاعظم ، شاہِ جیلاں ، سُن لو مری فریاد !
میں دُکھیا ری ، پاپن ماری ، سندھ میں ہوں برباد

ناؤ پُرانی ، دور کنارا ، طوفاں اُٹا آئے !
لُٹے پتواروں سے نیتا کیسے کھیوی جائے
دوبی نیتا ترانے والے جلد کرو اسداد
غوثُ الاعظم شاہِ جیلاں سُن لو مری فریاد
میں دُکھیا ری پاپن ماری سندھ میں ہوں برباد

پاپی پیہا پی پی کر کے ، مورا کر جوا کھائے
کوئل کی ہر کوک سے من میں ہوک اُٹھے تڑپائے
سینے ہی میں درس دکھاؤ ، جیسا راہو دے شاد
غوثُ الاعظم ، شاہِ جیلاں سُن لو مری فریاد
میں دُکھیا ری پاپن ماری سندھ میں ہوں برباد

”قُتْمِ بَاذِلْنِی“ کے لغزے سے مُردے آپ جلاتیں
مورامن پاپی مردہ ہے اس کو امر بنائیں!
فخرِ مسیحا کے دنبہ ہو، مولا رکھے آباد!
غوثِ الاعظم، شاہِ جیلاں، سن لو مری فریاد
میں دُکھِ ساری پاپن ماری سندھ میں ہوں برباد!

نگری چھوٹی دل لٹٹا، کبت اور مسافہ جائے!
سنگی ساتھی سب دھتکاریں، کیسا ہے انبیائے
جگ داتا اب اپنے نگر میں کر لو ہمیں آباد
غوثِ الاعظم، شاہِ جیلاں، سن لو مری فریاد

سکتہ تہارا جاری ہے ہر ایک ولایت نیچ
تیرے در پر اُونچے اُونچے آئے بن کر نیچ!
کاوش! داسی کو بھی داتا بلوالو بند آد!!
غوثِ الاعظم، شاہِ جیلاں، سن لو مری فریاد
میں دُکھِ ساری پاپن ماری سندھ میں ہوں برباد



خواجہ غریب نواز

رہبرِ عابدان، غریب نواز؟
قائدِ زاہدان، غریب نواز؟
سر پہ ہند الولی، کا ہے سہرا

نوشہٴ عارفان، غریب نواز؟
خواجہ خواجگان، ”عطائے رسول“

شاہِ ہندوستان غریب نواز؟
عاشقانِ رسول کا مرکز!

آپ کا آستان، غریب نواز؟
نازِ وحدت، نیازِ کثرت ہے

ہر ادا سے عیاں، غریب نواز؟
خلقِ احمد کی آپ میں خوشبو

مہکا ہر گلستان، غریب نواز؟

راہِ عرفاں دکھائیے ہم کو

عارفِ عرفاں، غریبِ نواز؟

درِ مندِ مرضِ اُلفت ہیں

چارۂ بے کماں، غریبِ نواز؟

در پہ آیا ہے کاوشِ غمگین؛

سُنیئے اس کی فغاں، غریبِ نواز؟



شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی

کعبہ زاہداں شہاب الدین؟

قبلہ عارفان شہاب الدین؟

بے قراروں کا ہوتا رہتا ہے

راحت عاشقان شہاب الدین؟

مرہم زخم سائے پنهانی!

ہو عطا، مہرباں، شہاب الدین؟

تیری ٹھوکر میں نخواستہ ہی

سورسہ فراں، شہاب الدین؟

خاکساروں سے خاک ساری تھی!

خادمِ حنا و ماں، شہاب الدین؟

پائے شیطان میں ڈالے زنجیر

نفس کے حکمراں، شہاب الدین؟

کاوش بے نوا یہ نہ مائیں!

اک لطف مہرباں، شہاب الدین؟

سُحی عبد الوہاب شاہ جیلانی

عبد الوہاب سُحی داتا؛ میخسانہ ترا ہے نورانی
خالی ہے مرے دل کا ساغر؛ بھر دیجئے شرابِ عرفانی

یارِ بانی یصمدانی؛ شاہِ جیلانی سُبجانی !
دربارِ ترا ہے لاثانی؛ سرکارِ تری ہے لافانی

تُم غوثُ الاعظم کے پیارے؛ زہرا کی آنکھوں کے تارے
محبوبِ خدا کے دلبر ہو، تُم شیرِ خدا کے جسانی

تُم شیرِ خدا کے جانی ہو، تُم مشکِ شائے ثانی ہو
فرصت ہو اگر تو سُن لیجے رودادِ مری ہے طولانی

روضہ پہ سُحی جیلانی کے؛ رحمت کی گٹھائیں چھائی ہیں
الوا حرم کی بارش ہے؛ اور جلووں کی ہے طغیانی !

سرکار سخی نوشاہ بنے، اور سارے ولی ہیں بار اُتی !
ہم سب جو گدا ہیں اس درکے، لوٹیں گے نچھا اور نورانی

ہیں آپ سخی اور ابن سخی ہیں آپ غنی اور ابن غنی
میں بے زر ہوں میں بے پر ہوں پر آپ ہیں پیر لاثانی

کاوش ہے تمہارے گن گاتا، دامن نہ رہے خالی داتا
حسین کے صدقے میں آقا، جوگی کو بنا دیجئے گیسانی



بابا فرید الدین گنج شکر

نوب سیرت - فرید گنج شکر! نیک طینت ، فرید گنج شکر
ہیں سراپا نیسا زکثرت بھی! ناز و حدت - فرید گنج شکر
آپ کی ہر ادا سے ظاہر ہے شان قدرت - فرید گنج شکر
آپ کی ذاتِ خاص پر ہے خاص رب کی شفقت فرید گنج شکر
آپ ان پر نثار ہیں جو ہیں جانِ رحمت - فرید گنج شکر
تیری رفعت کو دیکھ کر دل ہیں نقشِ حیرت - فرید گنج شکر
زینتِ گلشنِ ہماں تم ہو سر و قامت - فرید گنج شکر
روحِ تشنہ کو کیجئے سیراب ابرِ رحمت - فرید گنج شکر
ذہنِ بیمار کو عطا کیجئے! جامِ صحت - فرید گنج شکر
آپ کے دل میں موجزن دیکھی سب کی الفت - فرید گنج شکر
صحن میں آپ کے برستی ہے حق کی رحمت - فرید گنج شکر
تم ہو نورِ شید اور ہم ذرے دو حرارت - فرید گنج شکر
تیرے در سے ملی ہے صابر کو یہ قناعت - فرید گنج شکر
اور پائی نظام نے دیں کی حاکمیت - فرید گنج شکر

تم نمک کو شکر بناتے ہو ہے کرامت - فرید گنج شکر
آپ کے دیس پر یہ ٹولی ہے کیسی آفت - فرید گنج شکر
قل گاہوں کی آج زینت ہے ہر شرافت - فرید گنج شکر
در گاہوں میں رقص کرتی ہے اب جہالت - فرید گنج شکر
قلب کاوش کی تقویت ہو تمہیں!
عالی ہمت - فرید گنج شکر!



سرکار وارث پاک

حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ اعظم اللہ ذکرہ

نُورِ سِرِّ نہاں

واقفِ این و آن شہِ وارث

نُورِ سِرِّ نہاں شہِ وارث

قوتِ بے کساں حبلالِ ترا!

طاقتِ ناتواں شہِ وارث

جو ترے راستے کی دُھول بنے

وہ ہوتے کامراں شہِ وارث

بے سہاروں کے آسرا تم ہو

چارۂ بے کساں شہِ وارث

فقر پر ہی رہا سدا تکمیل

بے نیازِ جہاں شہِ وارث

دل کی محفل سجائیے آ کر!

اے حسیں میہاں شہِ وارث

عرسِ ہم آپ کا مناتے ہیں!

اے عروسِ جہاں شہِ وارث

ہے سلامی شکستہ دل کاوش

مُشفق و مہرباں شہِ وارث

عُرسِ وارث

عُرس کی کیسی دُھوم مچی ہے

ڈالی ڈالی جُھوم رہی ہے

مُنہ پھولوں کا چُوم رہی ہے

سدا رہے یہ بہار

حاجی وارث علی سرکارؒ

خادم، کے گھر میں لگا ہے

وارث پیارا دولہا بن گیا ہے

سر پہ ولایت سہرا سجا ہے

خُور و ملک ہیں نثار!

حاجی وارث علی سرکارؒ

آپ نبی جی کے ہیں پیارے

مولا علی کے راج دُلا رہے

زہرا کی آنکھوں کے تارے

اہل بیت ہوتے ہیں۔

حاجی وارث علی سرکھ

وارث کے درپر جو آئے

ان کے رنگ میں ہے رنگ جاتے

جوگی خود داتا بن جاتے

ان کا بڑا دربار !

حاجی وارث علی سرکار



چادر شریف

وارثِ بخت کی چادر ہے اک حسیں گُبدن کی چادر ہے
کیوں نہ ہو پیلا پیلا رنگ اس کا
عاشقِ خستہ تن کی چادر ہے
بُبلانِ حرم چمکتے ہیں مخمرِ گلِ پیرہن کی چادر ہے
اس کی چھاؤں میں دونوں عالم ہیں
سایہِ ذوالمنن کی چادر ہے
کملی والے کی جوادا ٹھہری یہ اسی بانکپن کی چادر ہے
کیجئے اس پہ تازہ پھولِ نثار
رُشکِ سروِ سمن کی چادر ہے
سب جسے رُوحِ کائنات کہیں یہ اسی جانِ من کی چادر ہے
اہلِ محفل نہ سر پہ کیوں رکھیں
نازِ شِرخِ انجمن کی چادر ہے
کیوں نہ کاوش لگائے آنکھوں سے وارثِ بخت کی چادر ہے

گاگر شریف

وارثِ اولیاء کی گاگر ہے قائدِ اصفیاء کی گاگر ہے
سر پہ رکھ کر غلام لائے ہیں شاہِ ہر دوسرا کی گاگر ہے
قدسیوں نے سجاتی ہے سر پر نورِ ربِ اعلیٰ کی گاگر ہے
کیوں نہ محبوب ہو خلاق کو یہ حبیبِ خدا کی گاگر ہے
پیشوا آئے پیشوائی کو سرورِ اولیاء کی گاگر ہے
جیسے روشن ہو چودھویں کا چاند ایسی اُس مہلقا کی گاگر ہے
خوب پیتے ہیں شربتِ دیدار ساقیِ دلربا کی گاگر ہے
دردِ دل کا علاج ہے اس میں یعنی آبِ شفاء کی گاگر ہے
قتلِ پیاسے لبِ فرات ہوتے شاہِ گلگوں قبا کی گاگر ہے
پیش ساقی کو ثروتِ نسیم تشنگانِ وفا کی گاگر ہے
چشمِ سبیل کا منبع بحرِ جود و سخا کی گاگر ہے
شیشہٴ دل نہ کیوں منور ہو وارثِ حق بنا کی گاگر ہے

اس میں آبِ حیات ہے کاوش
شاہِ ملکِ بقا کی گاگر ہے !

سینا شکر

حضرت

شاه عبد اللطیف بھٹائی

رحمۃ اللہ علیہ

نذرِ لطیف

بڑے خلوص و محبت سے یہ وفا کے پھول
'لطیف' فن پہ ترے، ہم نثار کرتے ہیں
تولیلی ادب و فن سے پیار کرتا مہتا
ہم عاشقانِ سخن تجھ سے پیار کرتے ہیں

یہ رنگِ فکرِ رسا اور یہ لطفِ طرزِ سخن
کسی بھی پردے میں مستور ہو نہیں سکتے
یہ تیری کافیاں، بیتیں، یہ معرفت کے جام
چراغ وہ ہیں جو بے نور ہو نہیں سکتے

ہجومِ یاس میں ہنستی ہیں 'کافیاں' تیری
خزاؤں میں بھی مہکتا ہے تیرا باغِ سخن!
بڑھی ہے جب بھی کبھی تیرے گی جہالت کی
ترے ہی شعروں سے پھوٹی ہے علم و فن کی کرن

گلوں کے حُسنِ تبسم کو جس نے سمجھایا
بتایا جس نے ہمیں رازِ گریہِ شبِ بنم !
ہر ایک شعرِ خلوص و وفائیں
”رسالہ شاہ جو“ گویا ہے پیار کا سنگم

جلالتیں ہم بھی چراغِ وفا بنِ امِ لطیف
سجائیں ہم بھی محبت سے علم و فن کا چمن
بہ بزمِ علم و ادب یونہی جگمگائے جاتے
بڑے کچھ اور بڑے رونقِ نگارِ سخن !



مجددِ دوراں شاہ احمد رضا خاں صاحبِ قدس سرہ

قبلہ دین و کعبہ ایماں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت
راحتِ قلب، رحمتِ یزداں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

دُشمنِ دُشمنانِ دینِ متین، آپ ہیں یارِ یارِ غارِ نبی !
صدقِ صدیق ہے زباں پہ رواں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

فخرِ شمشیر ہے قلمِ ایسا، سرِ قلم جس سے نجدت کا ہوا
عدلِ فاروقیت ہے تجھ سے عیاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

صُرتِ دیں پہ حرفِ جب آیا، کامِ آئی تری حمیت ہی
پر تو شرم و غیرتِ عثمان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

پنجہ ابلیس کا مروڑا ہے، تو نے ناموسِ مصطفیٰ کی قسم !
جُراتِ حضرتِ علی کا نشان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

غوث الاعظم کے عاشق صادق، دین اسلام کا ستوں ہو تم
آفت اہلبیت پر قرباں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

قادریت کی آبرو ہو تم، تم ہونا موسیٰ اولیائے کرام
سُنیت کا ہونیتر تاباں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

جب بڑھا روضہ ہند کی جانب، فتنہ نجدت کا سیل رواں
تھا تم تیرا سدِ طوفاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

تیری تاریخ ساز ہستی، نے زورِ نجدت کو توڑ دیا
عہدِ حاضر پہ ہے ترا احساں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

بو حلیفہ کے، علم کا جوہر، غوث الاعظم کے فقر کا گوہر
نافع دین و دافع عصیاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

حقیقت کے حسین گلشن کو، اپنے تازہ لہو سے سینچا ہے
اہلسنت، ہیں آپ پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

’اجتہادی صلاحیت‘ تیری دورِ حاضر پہ ہو گئی حاوی
عہدِ نو کے سکون کا سماں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

جن مسائل میں اختلاف ہو اکیسی خوبی سے اُن کو سلجھایا
دردِ ملت کا آپ ہیں درماں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

کفر و الحاد کے اندھیروں میں ہوشیارتے چراغِ مصطفوی
دینِ حق کے ہو، نیرِ تاباں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

کی درود و سلام کی تجدید، جب تغافل پرست بھول گئے
عشقِ احمد کا یہ حسین عنوان، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت!

مصطفیٰ کا ادب سکھاتے ہیں، راہِ عشقِ نبی دکھاتے ہیں
اُلفتِ اہل بیت پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

جذبہٴ عشقِ مصطفیٰ کے طفیل، پُلِ صراطِ ادب سے گزرے ہیں
ترجمانِ حقانیت، اعلیٰ حضرت مجددِ ملت!

خوب کھولے دقائق و تراکبات، ترجمہ ہے سلیس اور آسان
رہبر راہ منزل عرفان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

آپ علم حدیث کے ماہر آپ کی ذات فخر علم رجال
حافظہ بے مثال و بے پایاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

اے کہ تو فخر بوحلیفہ ہے، ناز ہے تجھ پہ خود فقہا ہست کو
کون تجھ سا ہے مفتیِ دوراں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

بارہ جلدوں میں موجزن پایا، وہ فقہا ہست کا بحر بے پایاں
ہے فتاویٰ رضویہ عنوان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

ڈاکٹر سر ضیاء الدین جیسے ماہر فن نے استفادہ کیا
اے ریاضی کے بحر بے پایاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

آپ فن عروض کے ماہر سب سے مقبول نعت گو شاعر
حسنِ کامل ہے آپ کا دیوان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

آپ کے ذہن کے شکنجہ میں قید تھے نصف صد علوم و فنون
علم و حکمت ہے آپ پر نازاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

اک ہزار آپ نے کتب لکھیں جنہیں بھرے ہیں علم کے گہر
عقل ہے اہل علم کی حیراں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

آپ گنجینہ حقائق ہیں اور خزینہ بھی ہیں حقائق کا
حکمت لازوال و بے پایاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

زہد و تقویٰ و عشق و اُلفت کی آپ کی ذات اک مرقع تھی
جس کا کوئی نہیں مقابل یاں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

درس و تدریس کے فرائض کو آپ نے کمسنی میں اپنایا
ابتداء سے تھا فیض علم رواں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

تھے جب علمائے سوگدائے فرنگ اور کچھ تھے اسیر زلفِ مہنود
تو نے دو قوم کا کیا اعلان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

تیرے افکار ہی سے اے ہادی ہم نے جیتی ہے جنگِ آزادی
تیرا احسان ہے یہ "پاکستان" اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

بے یقینی کو دور کر دیجئے منے عشقِ نبیؐ کو بھر دیجئے
ساغرِ دل میں ساقیِ عرفان اعلیٰ حضرت مجددِ ملت

حرمتِ دامنِ نبیؐ کی قسم، اہل سنت کا عہد ہے کاوش
اب نہ چھوڑیں گے آپؐ کا دامن اعلیٰ حضرت مجددِ ملت!



مناقب

الحاج شاه محمد مظفر اللہ قدس سرہ العزیز

مفتی اعظم ہندوستان

آمد آمد

شمع بزمِ جہاں کی آمد ہے رونقِ قلب و جاں کی آمد ہے
فیضِ مسعودِ ہر سو جاری ہے سیلِ نورِ رواں کی آمد ہے
جس کی ٹھوکر میں نخوتِ افرنک اس شبِ سرورِاں کی آمد ہے
فکرِ باطل کی سرزنش کے لیے آج برقِ تپاں کی آمد ہے
بے سہاروں کی چارہ سازی کو حامیِ ناتواں کی آمد ہے
بے تہِ روائے اتنا گھبراؤ راحتِ قلب و جاں کی آمد ہے
پھر طریقت کا باغِ ہمکے گا ابرِ گوہرِ فشاں کی آمد ہے

کیوں نہ مسرورِ روح کاوش ہو
راحتِ دلبراں کی آمد ہے



فقیرِ اعظم

علم کی جان فقیرِ اعظم شرع کی شان فقیرِ اعظم
فخر کرتے ہیں تری باتوں پر علم و عرفان فقیرِ اعظم
تیرے فتوؤں سے ہوئے ہیں تازہ سب کے ایمان فقیرِ اعظم
منظرِ نورِ رسالت ٹھہری آپ کی شان فقیرِ اعظم
تیرا ہر ایک گہر لکھتا ہے علم کی کان فقیرِ اعظم
یاد آتی ہے فقاہت تیری آج ہر آن فقیرِ اعظم
اس طرف بھی ہونگا رحمت نلِ رحمان فقیرِ اعظم
وصلِ حق کی یہ مقدس تاریخ چودہ شعبان فقیرِ اعظم

مہرباں مجھ پہ بھی تھے آئے کاوش
دین کی جان فقیرِ اعظم



مفتی اعظم

قوتِ دین و قدرتِ یزدانِ مظهر اللہ مفتی اعظم
روحِ اسلام و جوہرِ ایمان، مظهر اللہ مفتی اعظم

ہند و پاک اور سارے عالم میں تیرے جاری ہیں آج بھی قوت
سب تجھے کہتے ہیں فقیہِ زمانِ مظهر اللہ مفتی اعظم

آپ کے در پہ جبہ سائی کو، خود ہی آتے تھے کافر و مشرک
اور دیتے تھے دولتِ ایمان، مظهر اللہ مفتی اعظم

آپ کی شخصیت کا کیا کتنا سیرتِ مصطفیٰ کا آئینہ
شوکتِ دین و رونقِ ایمان، مظهر اللہ مفتی اعظم

”بے نیازی“ پہ ناز تھا جائز، فخر تھا فقر پر بجا تجھ کو
تیری ٹھوکر میں دولتِ دواں، مظهر اللہ مفتی اعظم

دین کا جب ہوا کوئی دشمن آپ شمشیرِ حق ہوئے ثابت
”شیخ احمد“ کی جرأتِ فِیْشان، مظہر اللہ مفتی اعظم

آپ ہمدرد تھے یتیموں کے راندِ بیواؤں اور غریبوں کے
دروِ ملت کا آپ تھے درماں، مظہر اللہ مفتی اعظم

عمر بھر آپ دور دور رہے ہر تکلف سے ہر تصنع سے
”سادگی“ زینتِ کارِ ہی عنوان، مظہر اللہ مفتی اعظم

یا الٰہی مزارِ پاک اُن کا تا ابد نور سے رہے معمور
چرخِ امیساں کے تیرا باں، مظہر اللہ مفتی اعظم



مردِ حُر

حسرت موہانی

شاعر وہ گلابوں کا تھا خاروں کا وہ نقاد
صحرائے سیاست میں وہ اخلاص کا بادل
بیباک مدبر تھا، مجاہد بھی نڈر تھا!
وہ پیار کا سنگم تھا، محبت کا حرم تھا
وہ خلق و مروت سے تراشا ہوا پیکر
وہ زندہ جاوید، محبت کا امیں تھا
جذبول کی زباں، ولولہ و جوش کا آہنگ
وہ ذوقِ یقین، شوقِ سفر، حُسنِ عمل تھا
ہر ظالم و جابر کے لیے سنگِ گراں تھا
ہندو کے تعصب کی وہاں مھوپ گڑی تھی
وہ جہل کے صحرائے میں تھا عرفان کا بادل
شیریں کے تنہم میں نہاں تیشہ فرما د
رنگیں بہاروں کا مہکتا ہوا آنچل
شاہیں کی نظر پائی تھی، چلتے کا جگر تھا
وہ آبرو و خوشبو کی، نفاست کا بھرم تھا
وہ ساغرِ صد رنگ میں انوار کا جوہر
انگشتری حُسنِ صداقت کا نگین تھا
تخیل کا وہ نور، وہ احساس کا سنگ
وہ پیار کا سنگیت، محبت کا کنول تھا
مظلوم کے حق میں گل و گلزار جہاں تھا
”حسرت“ کی نظر وقت کے سوج سے لڑی تھی
وہ نور کی آنکھوں میں حسیں فکر کا اجل

نکھر ہے اسی نور سے یہ چاند ستارا

رنگیں ہے اسی رنگ سے پرچم یہ ہمارا

رمضان المبارک

مومنوں کا شمار ہے رمضان
صبر کے پھول بکراتے ہیں
امتحان ہو رہا ہے ایساں کا
رحمتیں ہیں گناہ گاروں پر!
گلشنِ جسم و جاں مہک اٹھا
بھوک اور پیاس کا نہیں شکوہ
جس میں سونا بھی اک عبادت ہے
جس نے شیطان کو قید میں ڈالا
جس نے جنت کے سارے دکھولے
جس نے دوزخ کے در کیے ہیں بند
جس میں قرآن کا نزول ہوا
لیلۃ القدر ہے نہاں اس میں
دین کا اعتبار ہے رمضان
شکر کا لالہ زار ہے رمضان
نیتوں کا عیار ہے رمضان
نعمتِ کردگار ہے رمضان
حاصلِ صد بہار ہے رمضان
جان و دل کا قرار ہے رمضان
رحمتِ صد ہزار ہے رمضان
ایسا ذی اقتدار ہے رمضان
وہ برا شہ یار ہے رمضان
ایسا باختیار ہے رمضان
ایسا عالی و تبار ہے رمضان
رحمتِ بے شمار ہے رمضان

اپنے کاوش پس بھی کرم آفت
سب کا ہی غم گسار ہے رمضان

وداعِ رمضان المبارک

رمضان جا رہا ہے، رمضان جا رہا ہے اور رحمت و کرم کا سامان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

ایمان کا یہ زمينہ قرآن کا خزینہ . ذیجاہ یہ مہینہ، ذیشان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

یہ نعمتوں کا گلشن یہ برکتوں کا محزن رب کی عنایتوں کا سامان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

مومن کے دل کی راحت، مسلم کے دل کی گنجائش وہ دلربا سبھی کا رمضان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

مومن پکارتے ہیں، اللہ کوئی روکے رب کا وہ برگزیدہ مہمان جا رہا ہے
رمضان جا رہا ہے

گرمیاں ہے آج "کاوش" واللہ اس کے غم میں
ہم سارے مومنوں کا ارمان جا رہا ہے

رمضان جا رہا ہے



و در این کتاب که در این کتاب است
و در این کتاب که در این کتاب است
و در این کتاب که در این کتاب است
و در این کتاب که در این کتاب است

رباعیات

و

قطعات

و در این کتاب که در این کتاب است
و در این کتاب که در این کتاب است
و در این کتاب که در این کتاب است
و در این کتاب که در این کتاب است

۱۵۰

پتھر میں شراروں کا سفر ہوتا ہے
خوں کا رگ ہر گل میں گزر ہوتا ہے
ہے دل تو بڑی چپیز نظر کے دشمن!
ہر ذرے میں الشد کا گھر ہوتا ہے

۱۵۱

تاروں کو کبھی آڑ بن یا ساقی
پھولوں میں کہیں خود کو چھپا یا ساقی
چمن سے نہ جو کا ہکشاں کی نکلا
وہ خلوتِ دل میں اتر آیا ساقی

۱۵۲

انگوشتِ قمر میں ہے ستارا ساقی
یا رحل پہ رکھا ہے سپار اساقی
کوثر کے مزے آئیں لبِ کاہکشاں
رحمت کا جو ہو جائے اشرا ساقی

۱۵۳



”مُحْضَرُ أَحْمَدِ مُخْتَارُ“ — نُورُ كَے پِیَر
ہے قَلْبُ — جود و سخا و خلوص کا مخزن
رُخِ حُسین — کہ ہے رَحْمَتِ کَانُوشْکَفْتِ پُھول
”مُحْضَرُ“ — اُسوۂ حَسَنَہ کا دلنشین گلشن!



ہے سارا جہاں تیرا سوالی ساقی
کوثر کا بنایا تجھے والی ساقی
رحمت کی قسم! بھر دے مئے وحدت سے
پیمائے دل جو بھی ہے حنالی ساقی



سچائی کی اک شمع فروزاں ہیں حُسینؑ
داناائی کا خورشیدِ درخشاں ہیں حُسینؑ
ہاں تا بہ ابد یوں ہی رہے کار و کشتن
لا ریب چراغِ رُخسرخاں ہیں حُسینؑ



○
دربارِ یزید اور یہ دسازِ حسین
دشمن کو نطنز آئے پھر اندازِ حسینؑ
وہ طنطنہ علی، حسن کے تیور!
زینب میں نبی کا فخر اور نازِ حسینؑ

○
یہ کس نے کہا نوحہ کناں تھیں زینبؑ
ہاں محو ثنا و حمد خواں تھیں زینبؑ
اس درجہ تھیں تسلیم و رضا کی خوگر
باطل کے لیے کوہِ گراں تھیں زینبؑ

○
افکار کا میسنارِ درخشاں ہیں حسینؑ
کردار کا سبز گلستاں ہیں حسینؑ
اسلام کی عزت پہ نہ حرف آنے دیا
قرآن کی حرمت کے نگہباں ہیں حسینؑ

○
کچھ مصلحت وقت سے پایا تو نہیں
ایمان کی دولت کو گنوا یا تو نہیں!
چڑھتے ہوئے سورج کے پُجاری سُن لیں
اِنسان کوئی وقت کا سایا تو نہیں

○
ہر رنگ میں ہر روپ میں شیطان دیکھے
نمروں کہیں اور کہیں ہاں دیکھے!
جلاد ہی وحشی ہی درندے ہی ملے
واللہ بہت کم تھے جو اِنساں دیکھے

○
دورِ حاضر کا یہ غطیمِ انساں
نکتہ چیں، نکتہ رُس، بلبند افکار
کاش اس کی یہ دور میں نظریں!
دیکھتیں اپنی پستی کردار !!

○
شیشہ مئے گلگوں سے چمک جاتا ہے
پیمانہ جو ہوتنگ، چھلک جاتا ہے
ساقی یہ مئے تندر پہ الزام نہیں
کم ظرف، جو پیتا ہے بہک جاتا ہے

○
ہر حد شرافت سے نکل جاتا ہے
موقع کی رعایت سے بدل جاتا ہے
کم ظرف، تو اک جرعہ مئے کی خاطر
ہر دور کے پیمانے میں ڈھل جاتا ہے

○
چلتی ہیں بڑی سرد ہوائیں ساقی
پیمانوں میں اب آگ لگائیں ساقی
روشن تو ذرا کر دے الاؤ حشم کا
اُڈی چلی آتی ہیں گھٹائیں ساقی

○
گیسوائے مروت کو سنوارا کیوں تھا
اور شوقِ جنوں کو یوں اُبھارا کیوں تھا
راہوں میں مجھے چھوڑ کے جانے والے
منزل سے مجھے تُو نے پکارا کیوں تھا

○
اب دل میں محبت کا شرار ابھی نہیں
کچھ آپ کی نطنسروں کا اشارا ابھی نہیں
بس درجہ ہوتی تیرہ و تار یک حیات
پلکوں پہ لرزتا ہوا تارا ابھی نہیں

○
دل نے ترے ہر غم کو صدائیں دی ہیں
آنکھوں میں گھٹاؤں کو پسندایا دی ہیں
تُو نے ہمیں ہر زخیم کے قابل سمجھا!
ہم نے تجھے ہر لمحہ دعائیں دی ہیں

○
ہر دور میں اک دھوم مچا دیتا ہوں
ہر بزم میں اک شمع جلا دیتا ہوں
بربادی دل سے ہے یہ رونق ساری
میں اپنی تباہی کو دُعا دیتا ہوں

○
ذرات کا زر، گرد ہوا جاتا ہے
کرنوں کا لہو سرد ہوا جاتا ہے
جلدی سے اُچھال آتیشیں ساغر ساقی
خورشید کا منہ زرد ہوا جاتا ہے

○
آنکھیں تر میں جو چل جاتی ہے
پھولوں کے جو پہلو سے نکل جاتی ہے
وہ مہکی ہوئی چاندنی کیسے ساقی؟
ہر صبح مرے جام میں ڈھل جاتی ہے

○
بجلی کا گھٹاؤں میں سفر ہوتا ہے
تاروں میں تجسلی کا گزر ہوتا ہے
اسے روشنی قلب کے مندر سن لے
پتھر کے بھی سینے میں شہر ہوتا ہے

○
اس روشنی قلب نے مارا ساقی
اب دل کو نہیں درد کا یار اساقی
ڈرتا ہوں نہ خورشید کہیں بن جائے
پیکوں پہ لرزتا ہوا تارا ساقی

○
شب بھر کیا اشکوں سے اُجالا میں نے
تاروں کو دیا نور کا ہالا میں نے
جب صبح مرے مُنہ کو کلیجہ آیا
خورشید کو سینے سے نکالا میں نے

○
ہر خار کو احساسِ خطر ہوتا ہے
ہر بھول کے سینے میں جگر ہوتا ہے
آہستہ قدم رکھ، سرگیتی کی قسم
ہر ذرے میں خوابیدہ شر ہوتا ہے

○
انوار و تجلی کا سمندر پی جاؤں!
پیمانے میں بھر کے مہ و اختر پی جاؤں
کھاتا ہوں قسمِ ظرفِ دل کاوش کی
خورشیدِ منور کا میں جو ہر پی جاؤں

○
مینارِ شریا کا بشارت چمکا
وہ چاند کے گنبد کا کنار چمکا
اتھ کا کپڑاں لائی صلی غافل
سجدوں سے مقدر کا ستار چمکا

دُرُتَحَف

اہل دل حضرات کے لیے
ایک نادر تحفہ

قائد تحریک ختم نبوت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری
کے عشق مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے قلم سے

شرح

قصیدہ بردہ

— اُردو زبان میں سب سے جامع اور

مفید شرح —

— قرآن و حدیث اور اہم غریبوں کی

تحقیقات سے لبریز —

— قصیدہ مبارکہ کے ہر لفظ کا آسان

حل لغات —

— بر محل مستند واقعات اور موزوں اشعار

— انداز بیان نہایت شگفتہ اور عمدہ

کتابت و طباعت: سفید ۵ صفحات: چار سو

کانغذ: ۲۰۶۳۰ ۵ قیمت: ۱۸ روپے

جلد مضبوط ڈائی دار

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

اہل دل حضرات کے لیے

امام ابوحنیفہ کی ایک نادر یادگار

جامع شریعت و طریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے حقیقت نگار قلم سے

شرح قصیدہ

عظم
امام اعظم

— بارگاہ رسالت میں عقیدت و محبت

کا گلدستہ

— عربی اشعار کا اُردو نظم اور نثر میں بہترین

ترجمہ

— قرآن و سنت اور علماء دین کے ارشادات

سے مدلل شرح

— ہر حنفی کیلئے لاجواب فتاویٰ اور قیمتی ذخیرہ ہے

کانغذ: اعلیٰ سفید ۵ طباعت: سفید

سائز: ۲۰۶۳۰ ۵ قیمت: ۱۸ روپے

تنبیج قادری

اورادِ قادریہ - درودِ کبریٰ احمہ - قصیدہ قطبیہ - قصیدہ غوثیہ - چہل کاٹ
یہ پانچوں وظیفے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔ کئی بزرگوں نے ان کو
اپنے وظائف میں شامل رکھا ہے۔ اسی لیے سب کو ایک کتاب کی شکل میں چھپوا دیا ہے تاکہ
وظیفہ پڑھنے والوں کو آسانی رہے۔ شائقین کے لیے یہ لاجواب تحفہ ہے۔

صفحات ۶۴ طباعت آفسٹ کاغذ سفید قیمت

اسلامی سرپردہ کے موضوع پر تحقیقی شاہکار

پسائی لا

مُصنفہ: حضرت مولانا علامہ ابوالشیر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں قرآن مجید اور حدیث پاک کی روشنی میں پردہ کی حقیقت اور عورتوں کی آزادانہ پر محققانہ
بحث کی گئی ہے۔ مخالفین پردہ کے عقلی اور نقلی اعتراضات کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔ اسلامی
پردہ سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا بہت ضروری ہے۔

صفحات ۱۶۰ کاغذ عمدہ طباعت آفسٹ قیمت

انبیاء کرام، اولیائے عظام اور بزرگانِ دین کی حیات بعد از وفات پر
لا جواب کتاب ہے۔ اس کے علاوہ عذابِ قبر اور اس کے اسباب

تنویر الہدیٰ

سکراتِ موت اور اچھی بری موت کی علامات جیسے ضروری مضامین درج کیے گئے ہیں۔
کتابت اور چھپوائی بہتر کاغذ سفید قیمت ۵/۲۵ روپے

یہ کتاب تین رسائل کا مجموعہ ہے (۱) وصالِ احمدی - اس میں امام ربانی
مجدد الف ثانی قدس سرہ کے آخری ایام کے مستند حالات و واقعات

وصالِ احمدی

درج ہیں ایک کالم میں اصل فارسی اور دوسرے کالم میں اردو ترجمہ ہے۔ (۲) شجرہ عالیہ نقشبندیہ -
اس میں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر مترجم وصالِ احمدی کے پیروں مرشد تک نقشبندی بزرگوں
کے مختصر حالات و ولادت اور وصال کی تاریخیں اور جائے مزارات درج ہیں۔ (۳) نسب نامہ مجددیہ -
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب آدم علیہ السلام تک نظم میں پیش کیا ہے۔ قابلِ دید کتاب ہے۔
کتابت اور چھپوائی عمدہ کاغذ سفید قیمت ۲۰ روپے

ارکان دین

توضیح العقائد (رکن دین : حصہ اول) ۵/۲۵ روپے

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان کی مستند تفصیلات اس میں موجود ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ (رکن دین : حصہ دوم) ۶/- روپے، مجلد ۸/۲۵ روپے

ہر قسم کی ناپاکی سے طہارت، وضو، غسل نیز نمازوں کے اوقات و مسائل اور تمام دنوں اور سال بھر کی نفلی نمازوں کے فضائل و فوائد، باحوالہ

کتاب الزکوٰۃ (رکن دین : حصہ سوم) ۵/۲۵ روپے

زکوٰۃ و عشر کی فرضیت، فضائل و مسائل اور مصارف و فوائد وغیرہ پر تحقیقی کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔

کتاب الصیام (رکن دین : حصہ چہارم) مجلد ۱۰/۵ روپے

رمضان المبارک اور پورے سال کے ہر قسم کے فرض اور نفل، روزوں کے فضائل و مسائل اور فوائد پر جامع کتاب ہے۔

کتاب الحج (رکن دین : حصہ پنجم) مجلد ۱۵/- روپے

حج و عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے مستند فضائل و مسائل اور ہر عمل کی شرعی حیثیت اور اسرار محبت بھرے انداز میں تحریر فرمائے ہیں۔

تمام حصے سوال و جواب کے طرز پر آسان زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔
ٹائٹل چار رنگا — طباعت عمدہ، کاغذ سفید

اسلامی کتب خانہ ○ اقبال روڈ سیالکوٹ